﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿.....اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿.....عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 17 | جمعۃ المبارک 28؍مئی 2010ء | 13؍جمادی الثانی 1431 ہجری قمری ❁ 28؍ہجرت 1389 ہجری شمسی | شمارہ 22

نیکی اور بدی کیا ھے

حضرت نواسؓ بن سمعان بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے۔ اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تجھے ناپسند ہو کہ لوگوں کو اس کا پتہ چلے اور وہ تیری اس کمزوری سے واقف ہوں۔

(صحیح مسلم کتاب البروالصلہ باب تفسیر البر حدیث نمبر:4632)

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورہ یورپ مارچ و اپریل 2010ء کی مختصر رپورٹ

نو احمدیوں کے خلافت سے محبت اور اخلاص و وفا کے اظہار اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ کے مظہر روح پرور واقعات

اٹلی میں اسلام احمدیت کے نفوذ کی مختصر تاریخ۔ بیت التوحید (اٹلی) میں حضور انور ایدہ اللہ کا ورود مسعود، والہانہ استقبال، جماعت اٹلی کی طرف سے استقبالیہ تقریب میں مختلف علاقوں کے میئرز اور دیگر معززین کی شمولیت اور حضور انور کی اٹلی آمد پر خوش آمدید۔ استقبالیہ تقریب میں حضور ایدہ اللہ کا بصیرت افروز خطاب۔ اسلام کی پُرامن تعلیمات کا خوبصورت تذکرہ۔ احباب جماعت اور دیگر معززین کی حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقاتیں۔ تقریب آمین

فرانس اور اٹلی کے سفر کی نہایت دلچسپ اور ایمان افروز تفصیلات

(رپورٹ: منیر احمد جاوید۔ پرائیویٹ سیکرٹری)

چوتھی قسط

12؍اپریل 2010ء

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ 12 اپریل 2010ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سپین کے راستہ فرانس کے جنوب کے علاقہ میں رونق افروز ہوئے۔ جہاں پر پہلے ہی احباب جماعت احمدیہ فرانس حضور انور کا استقبال کرنے کے لئے 12 بجے پہنچ چکے تھے۔ حضور انور کا قافلہ ایک بج کر 20 منٹ پر سپین اور فرانس کی سرحد پر واقع ایک جگہ Aire de village de catalal پہنچا۔ حضور انور نے استقبال کے لئے فرانس سے آئے ہوئے احباب جماعت کو مصافحہ کا شرف بخشا۔ 20 منٹ کے وقفہ کے بعد حضور انور کا قافلہ احباب جماعت فرانس کے ساتھ اس مقام کی طرف روانہ ہوا جس کا نام Menton ہے۔ جو یہاں سے 520km پر واقع ہے۔ اس شہر تک پہنچنے کے لئے فرانس کے مشہور علاقہ Cote d' azur سے گزرتے ہیں جو اپنی خوبصورتی کی وجہ سے ساری دنیا میں مشہور ہے۔ راستہ میں دوپہر کے کھانے کے لئے ایک جگہ Villeneue des bezier پر انتظام کیا گیا تھا۔ یہیں پر سوا تین بجے نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں۔ یہ شہر آٹھویں صدی میں مسلمانوں کے پاس تھا۔ 25 سال تک مسلمانوں کی اس پر حکومت رہی۔ حضور انور نے نماز ظہر وعصر کی ادائیگی سے پہلے قبلہ کی سمت کا جائزہ لیا اور اپنے ذاتی compass سے اس میں درستی کروائی۔ دوپہر کا کھانا ایک مقامی ڈش پر مشتمل تھا جو مراکش کے ایک دوست نے تیار کی تھی۔ کھانے کے بعد حضور انور نے اس جگہ کے بارہ میں محترم امیر صاحب فرانس سے چند معلومات دریافت فرمائیں۔ جس پر انہوں نے بتایا کہ یہ halls مختلف receptions وغیرہ کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

تقریباً ایک گھنٹہ 40 منٹ کے بعد قافلہ یہاں سے روانہ ہوا اور Nimes, Norbonne اور Montpellier کے علاقوں سے گزرا۔ Norbonne کا شہر 40 سال تک مسلمانوں کے پاس رہا ہے۔ Montpellier میں یورپ کا سب سے پرانا Medical College ہے جو 1220 عیسوی میں بنایا گیا تھا۔ Aire d' chambarette کے مقام پر چائے کا وقفہ کیا گیا۔ جماعت احمدیہ فرانس کی ضیافت کی ٹیم پہلے سے وہاں موجود تھی۔ اس Restaurant کی ڈائریکٹر مادام Micheal نے بہت تعاون کیا اور تمام Family کو پردہ کی اوٹ میں چائے مہیا کی۔ بعد میں قافلہ Marseille کے قریب سے گزرا اور Cannes اور Nice کے علاقوں سے گزرتا ہوا رات 9:30 کے قریب Menton شہر پہنچا۔ نیس (Nice) فرانس کے جنوب میں واقع اس کا دوسرا بڑا شہر اور مشہور بندرگاہ ہے۔ اسے عجائب گھروں اور آرٹ گیلریوں کی وجہ سے شہرت حاصل ہے۔ یہاں کی خوشگوار فضا اور پہاڑوں سے گھرا ہوا ماحول سیاحوں کو بہت پسند ہے۔ یہاں سیاحوں کو دیکھنے کے لئے ایک تو میٹی میوزیم (Matisse Mueseum) ہے جو کہ 17ویں صدی کا ایک عالی شان محل ہے جس میں عظیم فرانسیسی مصور ہینری میٹسی (Henri Matisse) کی 40 سے زائد پینٹنگز اور ڈرائینگز موجود ہیں۔

دوسرے رومی آثار قدیمہ (The Ancient Roman Ruins) ہیں جو شہر کے شمالی جانب ایک میل کے فاصلہ پر واقع ایک قدیمی قصبہ سائمنز (Cimiez) میں ہیں۔

تیسرے یہاں فرانس کا ایک عالمی شہرت یافتہ چرچ ہے جسے رشین کتھیڈرل (The Russian Cathedral) کہتے ہیں۔

یہاں جن مختلف شہروں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے بعض میں خلافت خامسہ کے دور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 19 پھل جماعت کو عطا ہوئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ وَبَارِکْ وَثَبِّتْ اَقْدَامُھُمْ۔

Menton کے جس ہوٹل میں حضور انور نے رات قیام فرمایا اس کا نام Aiglon ہے اس کے ساتھ ملحقہ ریسٹورنٹ Riaumont میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے قافلہ نے رات کا کھانا کھایا۔ یہ ہوٹل جو کہ سمندر سے تقریباً 150 میٹر کے فاصلہ پر ہے، Soyeux خاندان کی ملکیت ہے جو تین صدیوں سے ریشم کا کاروبار کرتے رہے ہیں۔

اس ہوٹل کی عمارت میں 1880ء میں Riaumont نام سے ایک ویلا تعمیر کیا گیا جسے بعد میں تھری سٹار ہوٹل میں تبدیل کر دیا گیا لیکن اس کی رہائش خوبصورتی اور آرٹ کو بعینہٖ محفوظ رکھا گیا ہے۔ اس ہوٹل میں آ کر ٹھہرنے والوں میں سے 70 فیصد لوگ تین مرتبہ سے زیادہ دفعہ یہاں آ چکے ہیں۔

حضور انور ہوٹل میں تشریف لائے اور بعض کمروں کا جائزہ لیا۔ بعد ازاں حضور انور نماز مغرب وعشاء پڑھانے کے بعد جب اپنے کمرہ میں تشریف لے جانے لگے تو آپ ہوٹل کے بڑے Lounge میں تشریف لے گئے جہاں پر ہوٹل میں مقیم لوگوں کے لئے ناشتے کا انتظام ہوتا ہے۔ یہ Lounge قدیم طرز تعمیر کی عکاسی کرتا ہے۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ محترم امیر صاحب نے عرض کی کہ یہ ہوٹل کے Clients کے لئے ہے جو یہاں ناشتہ کرتے ہیں۔ کیونکہ حضور انور کے ناشتہ کا انتظام دوسری جگہ پر تھا اس لیے حضور نے فرمایا کہ کیا ہم ان کے Clients نہیں ہیں؟ بعد میں حضور اپنے کمرہ میں تشریف لے گئے۔ حضور کے جانے کے بعد محترم امیر صاحب نے ہوٹل کے Director سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے کل صبح کسی کو اس Lounge میں ناشتہ کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ صرف آپ کے خلیفہ اور ان کی Family ممبرز یہاں ناشتہ کریں گے۔ دوسری صبح Lounge کے دروازے پر RESERVED کا بڑا سا Sign Board لگا ہوا تھا۔

تقریباً 15 منٹ کے بعد رات کے کھانے کے لئے حضور انور تشریف لائے اور Riaumont

ریسٹورنٹ میں کھانا تناول فرمایا۔ مراکش کی ایک خاتون نے مقامی ڈش تیار کی تھی جو کھانے میں پیش کی گئی۔ ہوٹل والوں نے اپنے کچن میں پاکستانی ڈش بنانے کی سپیشل اجازت بھی دی جو عملاً ناممکن بات تھی۔ شام کے کھانے کے بعد حضور انور اپنے کمرہ میں تشریف لے گئے۔ رات کو جب خدام نے Security کی Duty دینی شروع کی تو Director نے کہا کہ آج کی Security آپ ہی کریں۔ میں اپنی Security والوں کو کہتا ہوں کہ وہ چھٹی کریں۔ ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا کہ آپ کے خلیفہ میں ایسی کشش ہے جو مجھے کھینچتی ہے اور ادب سے کھڑے ہونے پر مجبور کر دیتی ہے۔ اس بات کا اظہار بعض دوسرے غیر مسلموں نے بھی کیا۔

13 اپریل 2010ء

بروز منگل کو حضور انور ایدہ اللہ نے 5:52 پر فجر کی نماز ادا کی۔ صبح کے ناشتہ کے لئے حضور انور ساڑھے آٹھ بجے کے بعد تشریف لائے اور اس Lounge میں ناشتہ فرمایا جو آپ کے لئے Reserve کیا گیا تھا۔ صبح 10 بجے کے قریب حضور انور اٹلی جانے کے لئے نیچے تشریف لائے۔ ہوٹل کی Entrance میں Security والوں کی چھڑیاں لٹک رہی تھیں۔ ان کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ کن کی ہیں؟ امیر صاحب نے بتایا کہ Security والوں کی ہیں اور پھر کل رات کا واقعہ بھی بیان کیا کہ کس طرح ہوٹل کے مالک نے اپنی Security جماعت کے حوالہ کرتے ہوئے یہ کہا کہ میں اپنی Security کرنے والوں کو چھٹی دیتا ہوں اور آج رات سے کل تک آپ ہی Security کی ذمہ داری سنبھالیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے عملاً سارے کا سارا ہوٹل ہی جماعت کے حوالے کر دیا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

الجیرین فیملی کی حضور انور سے ملاقات

اخلاص ووفا کا غیر معمولی اظہار

کچھ دیر بعد حضور انور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ہوٹل کے Lawn میں تشریف لے آئے تو محترم امیر صاحب نے عرض کی کہ حضور ایک الجیرین خاندان کے 3 افراد اور Marseille سے ایک algerian دوست صرف حضور انور کو دیکھنے کے لئے اور صبح کی نماز حضور کی اقتداء میں ادا کرنے کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اور ان میں سے ایک خاتون مکرمہ حفیظہ صاحبہ نے اکتوبر 2009ء کے اپنے کچھ خواب بھی لکھ کر دیئے ہیں۔ جن میں ایک خواب میں انہوں نے حضور انور کو دیکھا کہ آپ نے انہیں زیتون کے تیل کی ایک بوتل دی اور ایک پیکٹ بھی دیا۔ کہتی ہیں کہ میں خیال کرتی ہوں کہ یہ کھجوریں ہیں۔ خواب کے وقت میں بیمار تھی۔ چنانچہ میں نے زیتون استعمال کیا اور میرے خیال میں زیتون ہی کی بدولت میں صحت یاب ہوگئی۔ انہوں نے بتایا کہ چند ماہ قبل میں نے ایک اور خواب دیکھا کہ مسجد سے اذان کی آواز سنائی دیتی ہے تو میں بہت خوش ہوئی کہ یہاں تو کوئی مسجد نہیں مگر پھر بھی اذان کی آواز آ رہی ہے۔ تب مجھے بتایا گیا کہ تمہیں پتہ نہیں کہ یہاں خلیفۃ المسیح تشریف لا رہے ہیں۔ چنانچہ آج حضور فرانس کے جنوب کے اس حصہ میں تشریف فرما ہیں جہاں ہم رہتے ہیں حالانکہ پہلے مجھے آپ کی آمد کا کوئی علم نہیں تھا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ لوگ کہاں ہیں؟ محترم امیر صاحب نے بتایا کہ خدام الاحمدیہ نے سامنے ہوٹل میں اپنا ایک عارضی سا مرکز بنایا ہوا ہے وہ اس وقت وہاں ہیں تو حضور ایدہ اللہ آہستہ آہستہ اس طرف کو چل پڑے۔ اس پر محترم امیر صاحب نے بتایا کہ میں نے ان کو یہاں بلایا ہے۔ اتنی دیر میں وہ سب بھی وہاں پہنچ گئے۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ باغ میں شیڈ کے نیچے جو کرسیاں ہیں وہ صاف ہیں تو ادھر ہی بیٹھ جاتے ہیں۔ چنانچہ حضور وہاں تشریف فرما ہوئے اور نومبائعین بھی سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ حضور انور نے ان کے نام پوچھے اور یہ کہ کس ملک کے رہنے والے ہیں۔ فرانس کے کون سے شہر میں رہتے ہیں اور کیا فرنچ نیشنل ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے پچھلے سال بیعت کی تھی۔ لیکن ان کے بڑے بھائی جو ساتھ تھے انہوں نے کہا کہ میں نے ابھی بیعت نہیں کی حالانکہ وہ دس سال سے MTA دیکھ رہے ہیں اور انہوں نے ہی اپنے بہن بھائیوں کو جماعت کے بارہ میں بتایا تھا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ دوڑ آپ نے شروع کی تھی آگے وہ نکل گئے تو اس دوست نے کہا کہ انشاء اللہ انشاء اللہ۔ تب حضور نے پوچھا کہ خواب کس نے دیکھی تھی؟ محترمہ حفیظہ صاحبہ نے جواب دیا کہ حضور میں نے۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ اب آپ کی صحت کیسی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اب میں ٹھیک ہوں۔ پھر حضور نے Marseille سے آئے ہوئے الجزائری احمدی دوست عبدالعزیز سے دریافت فرمایا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ جنگل میں درخت کاٹنے کا کام کرتے ہیں اور ساتھ ہی جنگل کی صفائی کا کام بھی کرتے ہیں۔ حضور انور نے ان سے پوچھا کہ کوئی سوال ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ حضور سب کچھ بھول گیا ہوں۔ اس پر دوسرے نومبائعین نے بھی کہا کہ ہماری تو ٹانگیں کانپ رہی ہیں کہ ہم آپ کو اتنا قریب سے دیکھ رہے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ جو کچھ کہنا ہو وہ اگلی دفعہ لکھ کر لانا۔ بعد ازاں حضور انور نے نومبائعین کو الیس اللہ بکاف عبدہ، کی انگوٹھیاں تحفہ میں دیں اور ان کے ساتھ ہوٹل کے باغیچہ میں تصویریں کھنچوائیں۔

اس ملاقات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ دوبارہ اندر تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد محترم امیر صاحب کو اندر بلا کر چند ہدایات دیں۔ بعد ازاں حضور انور نے فرانس سے آئے ہوئے تمام احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا۔ اس دوران جماعت احمدیہ اٹلی کے احباب بھی ہوٹل میں پہنچ چکے تھے۔ کیونکہ حضور انور آج ان کے ساتھ اٹلی تشریف لے جانے والے تھے۔ انہوں نے بھی مصافحہ کیا۔ اتنے میں باہر سڑک پر کچھ غیر ملکی لوگ بھی حضور انور کو دیکھنے کے لئے رک گئے کہ یہ کون شخص ہے؟ ان میں سے ایک شخص تو ہوٹل کے جنگلے کے ساتھ کھڑا ٹکٹکی لگائے حضور کو دیکھے جا رہا تھا۔ Security کے ایک دوست ان کی طرف یہ پوچھنے کے لئے گئے کہ وہ جنگلے کے ساتھ اس طرح کیوں کھڑے ہیں؟ تو اس نے بتایا کہ یہ آدمی کوئی عام آدمی نہیں ہیں۔ ان کی شخصیت مجھے اپنی طرف کھینچتی ہے اور یہ کوئی بہت بڑے روحانی انسان لگتے ہیں۔ محترم امیر صاحب نے یہ بات سن کر حضور انور کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کیا اور عرض کی کہ ایسا ہی ایک واقعہ پہلے Calais میں بھی پیش آ چکا ہے۔ اس پر حضور پرنور نے فرمایا کہ آئیں اس کے پاس چلتے ہیں۔ وہ شخص اس وقت بھی جنگلے کے پاس ہی کھڑا تھا۔ حضور ایدہ اللہ اس کے پاس پہنچے اور Hello کہا اور مصافحہ کیا تو اس نے عزت سے اپنی ٹوپی اتار کر سر جھکایا اور حضور انور کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں آپ کی آنکھوں، آپ کے چہرے اور آپ کے جسم کے اندر سے ایسی روشنی نکلتی دیکھتا ہوں جو دنیا کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔

بعد ازاں حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ گاڑی کی طرف تشریف لائے اور ایک لمبی دعا کے بعد 11 بج کر 22 منٹ پر آپ بے شمار برکتوں اور نوروں کے جلو میں اٹلی کی طرف روانہ ہوگئے۔ حضور انور ایدہ اللہ مع افراد قافلہ ٹھیک 11 بجکر 51 منٹ پر اٹلی میں داخل ہوئے۔ یقیناً یہ لمحہ نہ صرف جماعت احمدیہ اٹلی کیلئے بلکہ اہل اٹلی کے لئے ایک تاریخ ساز لمحہ تھا۔

اٹلی میں اسلام واحمدیت کی مختصر تاریخ

اٹلی جنوبی یورپ کی ایک اہم جمہوریہ ہے جو ایک پہاڑی سلسلہ اپی نائن (Apennine)، جزائر سسلی (Sicily)، سارڈینیا (Sardinia) اور متعدد چھوٹے چھوٹے جزائر پر مشتمل ایک ملک ہے۔ اٹلی کی حدود میں دو خود مختار ریاستیں بھی موجود ہیں۔ ایک کا نام San Marino ہے اور دوسری Vatican City کہلاتی ہے۔

اٹلی میں عیسائی 91.6 فیصد ہیں۔ جبکہ مسلمان کل آبادی کا 2.1 فیصد ہیں۔ اطالوی معیشت دنیا کی ساتویں بڑی اور یورپ کی چوتھی بڑی معیشت ہے۔ ملک کا شمالی حصہ زیادہ تر صنعتی اور تجارتی ہے جبکہ جنوبی حصہ میں زیادہ تر زراعت ہوتی ہے۔

تقریباً 500 ق م میں سلطنت روم کو عروج حاصل ہوا۔ پانچویں صدی عیسوی میں اسے زوال آیا اور یہ عظیم سلطنت کئی حصوں میں بٹ گئی۔ 1861ء میں بادشاہ وکٹر عمانیویل دوم کے دور حکومت میں سلطنت اٹلی وجود میں آئی اور 1870ء میں یورپ کے زیر تسلط علاقوں کی شمولیت کے بعد اٹلی کا اتحاد مکمل ہوگیا۔ اٹلی کا صدر مقام اور سب سے بڑا شہر روم ہے۔

بحیرہ روم کے وسط میں واقع اٹلی کا جزیرہ سسلی مختلف زمانوں میں فنیقی، یونانی، رومی اور اسلامی تہذیبوں کا گہوارہ رہا ہے۔ اسلامی عہد میں پالرمو (Palermo) اس کا دارالحکومت رہا۔ اس جزیرے پر 827ء سے 1091ء تک مسلمانوں کی حکومت رہی۔

اندلس (اسپین) اور جزیرہ کریٹ (Crete) کے علاوہ سسلی یورپ کا تیسرا علاقہ تھا جو 264 سال عرب مسلمانوں کے زیر تسلط رہنے کے بعد واپس عیسائیوں کے قبضہ میں چلا گیا اور وہاں کے مسلمان حرف غلط کی طرح مٹ گئے یا انہیں وہاں سے نکال دیا گیا اور 1300 عیسوی تک ان سب کو جبراً عیسائی بنا لیا گیا یا مسلمان ہونے کی پاداش میں قتل کر دیا گیا اور اس طرح اگرچہ اس وقت تو اٹلی کے ہر حصے سے مسلمانوں کا خاتمہ ہوگیا۔

اس علاقہ میں اسلام کے عروج اور کمال کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

"اس زمانہ میں جس وقت مسلمان سپین پر حکومت کرتے تھے یورپ میں ایک دوسرا مقام بھی تھا جو سپین سے اتر کر دوسرے نمبر پر تھا۔ مسلمانوں میں عام طور پر ہسپانیہ مشہور ہے اور عام لوگ اس کے متعلق کہتے ہیں کہ اندلس کی یہ بات ہے اور وہ بات ہے لیکن اس حکومت کو عوام الناس نہیں جانتے۔ یہ صقلیہ کی حکومت تھی جو سپین سے دوسرے نمبر پر تھی اور بڑی شان و شوکت سے اس پر اسلام کا جھنڈا الہراتا تھا اور یورپ کی بڑی بڑی حکومتیں اس سے خائف اور لرزاں تھیں۔ صقلیہ وہ علاقہ ہے جسے آج کل سِسلی کہتے ہیں۔ یہ ایک جزیرہ ہے جو اٹلی کے نچلے حصہ میں ہے۔ پرانے زمانہ میں یہ علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں تھا اور وہ بحیرہ روم پر پورے طور پر قابض تھے اور کسی حکومت کی طاقت نہ تھی کہ ان کی اجازت کے بغیر تجارتی جہاز اس میں سے گزار سکے۔ مسلمانوں کی بڑی بڑی یونیورسٹیاں یہاں تھیں۔ صقلیہ پر مسلمانوں کا حملہ 645ء یا 650ء میں یعنی رسول کریم ﷺ کی وفات کے تھوڑے عرصہ بعد ہی ہو گیا تھا۔ بنو امیہ نے جہاں سپین کی طرف رخ کیا وہاں انہوں نے صقلیہ کی طرف بھی اپنی توجہ مبذول کی لیکن صرف کناروں کا علاقہ فتح کر کے چھاؤنیاں قائم کیں اور باقی اسی طرح پڑا رہا۔ اس کے بعد سپین والوں اور افریقہ کی حکومتِ اسلامی نے اپنے عساکر بھیج کر باقی علاقہ کو فتح کیا۔ یہ علاقہ قریباً تین سو سال تک مسلمانوں کے ماتحت رہا۔ یہ علاقہ مسلمانوں نے بہت مشکل سے فتح کیا۔ ایک لمبے عرصہ تک لڑائی جاری رہی اور اندازاً 138 سال میں جا کر یہ سارا علاقہ اسلامی حکومت کا حصہ بنا۔ اس علاقہ کے لوگ بہت جفاکش، محنتی اور جنگجو تھے۔ اس لئے یورپ کی بڑی بڑی حکومتیں بھی اسے فتح نہیں کر سکتی تھیں مگر مسلمانوں نے ایک لمبی جنگ کے بعد اسے سَر کیا اور اڑھائی تین سو سال تک مسلمانوں کے قبضہ میں رہا۔ مسلمانوں نے اسے تمام علوم وفنون کا مرکز بنایا۔ دور دور کے ملکوں سے طالب علم یہاں تحصیل علم کی خاطر آتے تھے اور تمام قسم کے علوم کی یونیورسٹیاں یہاں پائی جاتی تھیں اور مسلمان سب سے معزز لوگ اس علاقہ میں سمجھے جاتے تھے اور کوئی قوم ان کے مقابلہ میں ٹھہر نہ سکتی تھی لیکن جو سپین والوں کا حشر ہوا وہی ان کا ہوا۔ عیسائیوں نے مسلمانوں کو صقلیہ کی سرزمین سے اس طرح چن چن کر نکالا کہ آج وہاں کوئی مسلمان دیکھنے کو نہیں ملتا۔"

لیکن خدا کی تقدیر نے ان علاقوں کے لئے کچھ اور فیصلے بھی مقدر کر رکھے تھے جن کے ظہور کا وقت اب آن پہنچا ہے۔ اس کیلئے خدا نے اپنے مامور، موعود اقوام عالم کو مبعوث فرما کر ان علاقوں میں از سر نو خدا کی توحید کے قیام اور انہیں محمد عربی ﷺ کے قدموں میں لا کھڑا کرنے کا عمل شروع فرما دیا ہے۔ اب یہ سلسلہ بڑھے گا، پھلے گا اور پھیلے گا اور کسی میں طاقت نہیں جو اس کو روک سکے۔ اس ضمن میں حضرت خلیفة المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

باقی صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر95

ایک نابغہ روزگار شخصیت

حضرت محمد حلمی الشافعی صاحب

(۱)

محترم محمد حلمی الشافعی صاحب مرحوم کی شخصیت کو اگر ایک جملہ میں بیان کیا جائے تو وہ جملہ یہ ہوگا کہ: وہ انسان خلافت کا عاشق اور خلافت کی آواز تھا۔اس کا دل خلیفۂ وقت کو دیکھ کر دھڑکتا، اس کی آواز کا زیر و بم خلیفہ وقت کی آواز کے ساتھ بدلتا، اگر خلیفہ وقت آبدیدہ ہوتا تو اس عاشق کی آنکھیں بھی بھیگ جاتیں، اگر خلیفہ وقت مسکراتا تو الفاظ کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے کے خدوخال بلکہ مساموں تک سے خوشیاں پھوٹنے لگتیں۔ وہ خلیفۂ وقت کے دربار میں حاضر ہوا اور پھر اسی در کا ہوگیا، اور باقی زندگی اسی در پر ہی گزاردی، اور خلافت سے اس کی محبت خدا کی نظر میں بھی مقبول ٹھہری، اسی لئے تو جان دینے کے لئے بھی اسے دہلیز خلافت جیسا مبارک مقام عطا ہوا۔

خاندانی تعارف اور مختصر سوانحی خاکہ

محمد حلمی الشافعی صاحب 21/مارچ 1929ء کو قاہرہ مصر میں ایک ٹھیٹھ قسم کے دینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد صاحب جامعۃ الأزہر کے فارغ التحصیل بلکہ علمائے ازہر میں سے تھے جو مختلف دینی علوم اور عربی زبان کے استاد تھے۔اسی طرح آپ کے دادا بھی علمائے ازہر میں سے تھے۔ نیز آپ کے تمام چچا اور بعض دیگر رشتہ دار ازہر کے فارغ التحصیل تھے۔

آپ کا تعلق مصر کی سلفی جماعت ''انصار السنة المحمدیہ'' سے تھا، اور آپ اس جماعت کے ایک معروف شیخ محمد حامد الفقی کے شاگردِ خاص تھے۔

آپ نے فیکلٹی آف سائنس قاہرہ یونیورسٹی سے بی ایس سی کی ڈگری حاصل کی اور الأزہر یونیورسٹی میں حساب اور فزکس کے استاد ہوگئے۔ چھ سال ملازمت کے بعد پٹرولیم انجینئرنگ کا دوسالہ کورس مکمل کیا اور پھر ملازمت کے سلسلہ میں متعدد عرب ممالک میں مقیم رہے۔1965ء میں آپ کا تعارف مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب سے ہوا اور دوسال کے بحث ومباحثہ کے بعد 1967ء میں آپ کو قبول احمدیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ 1980ء میں آپ کو پہلی بار ربوہ اور قادیان جانے کی توفیق ملی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا۔ 1986ء میں آپ نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کردی۔ 1986ء سے 1994ء تک آپ بحیثیت صدر جماعت احمدیہ مصر خدمات سرانجام دیتے رہے۔اس کے بعد حضرت خلیفۂ رابعؒ کے ارشاد پر لندن منتقل ہوگئے اور اسلام آباد میں رہائش پذیر ہوئے۔آپ کو عربی مجلّہ التقویٰ کے مدیر اعلیٰ ہونے کے علاوہ ایم ٹی اے کے پروگرام ''لقاء مع العرب'' میں خصوصیت سے نمایاں کام کی توفیق ملی۔آپ نے متعدد کتب اور حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کے کئی خطبات اور خطابات کے عربی ترجمہ کی سعادت پائی۔ نیز تفسیر کبیر کی پہلی دو جلدوں کے عربی ترجمہ میں بھی نمایاں خدمت کی توفیق پائی۔حضور انورؒ کے ارشاد پر آپ نے کئی ملکوں کے دورے بھی کئے جن میں یوگنڈا، مالی، ارجنٹائن، بیلجیئم، ہالینڈ، جرمنی، اور بعض عرب ممالک شامل ہیں۔آپ حرکت قلب بند ہوجانے کے باعث 12 فروری 1996ء کو لندن میں انتقال فرماگئے۔

اس ابتدائی تعارف اور مختصر سوانحی خاکہ کے بعد اب ہم ذیل میں قدرے تفصیل سے آپ کی زندگی، آپ کے قبول احمدیت آپ کے سفر اور آپ کی خدمات کے متعلق نیز آپ کی سیرت کے بارہ میں میسر آنے والی معلومات اور واقعات قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

حلمی صاحب سے ایک انٹرویو

آپ کی وفات پر رسالہ التقویٰ نے مارچ اپریل 1996ء کے شمارے میں آپ کا ایک انٹرویو شائع کیا جو قبل ازیں ریکارڈ ہو کر ایم ٹی اے پر نشر ہو چکا تھا۔ ذیل میں ہم کسی قدر تصرف اور آزاد ترجمہ کے ساتھ یہ انٹرویو نظرِ قارئین کرتے ہیں۔

وادئ سیناء میں

1965ء میں مَیں سیناء کے علاقہ میں پٹرول کی ایک کمپنی میں کام کرتا تھا۔کمپنی کے ورکرز میں سے جو دینی رجحان رکھتے تھے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کے موقعہ پر مل بیٹھتے تھے۔ایسے ہی ایک موقعہ پر میری ملاقات مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب سے ہوئی جو اس وقت کے دیگر نوجوانوں سے مختلف اور کسی قدر عجیب شخصیت کے مالک تھے، باوجود چاق وچوبند اور ہشیار ہونے کے نہایت مؤدب اور خاکسار تھے۔ اس پر مستزاد یہ کہ دیگر نوجوانوں کی طرح لہو ولعب میں بالکل شریک نہ ہوتے تھے۔ میں نے ان کے بارہ میں دیگر کئی نوجوانوں سے پوچھا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ یہ شخص عجیب ہے، لہو ولعب میں حصہ نہیں لیتا، اس کی سوچ کا انداز ہی مختلف ہے، شاید اس کا تعلق شیعوں یا بہائیوں یا اسی طرح کے عقائد رکھنے والے کسی اور فرقہ سے ہے۔ اس بات نے میرے تجسس میں مزید اضافہ کردیا۔ چنانچہ اس نوجوان کے عقائد کے بارہ میں جاننے کے لئے میں اس کے قریب ہونے لگا اور بالآخر ہم آپس میں دوست بن گئے۔

یوں ہمارے درمیان مختلف دینی امور کے بارہ میں بات چیت ہونے لگی۔ میں نے محسوس کیا کہ باوجود کم عمری کے ان کا علم ٹھوس اور سوچ گہری اور مطالعہ وسیع ہے، جبکہ ان کے کام کی نوعیت کے اعتبار سے اس قسم کا دینی علم اور دینی امور کی پابندی ایک غیر معمولی بات تھی۔

ابتدائی بات چیت کے نمونے

ابتدائی بات چیت میں مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کا طریق تھا کہ عموماً بڑا عام سا مسئلہ زیر بحث لاتے تھے مثلاً یہ کہ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟ میں نے کہا کہ یہ تو بڑی عام سی بات ہے نبی وہ شخص ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے اور رسول وہ شخص ہے جس کے ساتھ نہ صرف اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے بلکہ اسے دنیا کو ایک پیغام پہنچانے کا بھی ارشاد فرماتا ہے۔آپ نے پوچھا کہ کیا نبی اپنا پیغام دنیا کو نہیں پہنچاتا؟ میں نے بڑی سوچ بچار کے بعد کہا کہ ہاں وہ بھی پہنچاتا ہے۔مصطفیٰ ثابت صاحب نے پوچھا کہ پھر دونوں میں فرق کیا ہوا؟ اور کیا تم کسی نبی کا نام بتا سکتے ہو جو رسول نہ ہو، یا کسی رسول کا نام بتا سکتے ہو جو نبی نہ ہو؟ میں نے بہت سوچا لیکن کوئی جواب نہ بن پایا۔ بعد میں یہی سوال میں نے اپنے بعض اساتذہ سے پوچھا لیکن کسی کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔اس صورتحال نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ بعض بہت بنیادی امور کے بارہ میں میرا علم سطحی اور میری معلومات ادھوری ہیں۔

اس کے بعد ہم نسبتاً گہرے معاملات کے بارہ میں بات کرنے لگے جیسے یہ کہ اسلام کا احیاء کیسے ممکن ہے اور کون اسلام کا احیاء کرنے آئے گا۔اس دوران ہم نے مسیح ابن مریم کے بارہ میں بھی بات کی کہ وہ کہاں ہیں؟ اس بحث ومباحثہ میں میری دلچسپی اس قدر بڑھی کہ چار بجے شام کام ختم ہوتے ہی میں مصطفیٰ ثابت صاحب کے پاس آجاتا اور ان امور کے بارہ میں باتیں کرتے ہوئے رات کے بارہ بج جایا کرتے تھے۔میری دلچسپی اس قدر تھی کہ ہم گھر جانے کے لئے چھٹیوں کا پروگرام بھی مل کر بناتے تاکہ قاہرہ میں اپنے اہل خانہ سے ملنے کے بعد یہ گفتگو کا سلسلہ وہاں بھی بحال رہ سکے۔ لہٰذا چھٹیوں میں بھی اکثر ہم انہی موضوعات پر بحث کرتے رہتے۔مجھ پر مصطفیٰ ثابت صاحب کو اس بحث میں زیر کرنے کی دھن سوار تھی لہٰذا میں کئی مختلف فیہ امور کے بارہ میں دینی کتب کا مطالعہ کرتا نیز بڑے بڑے شیوخِ ازہر سے بات کرتا لیکن مجھے کوئی اطمینان بخش جواب نہ ملتا۔اس تحقیق کے دوران مجھے کوئی ایسی راہ نہ سجھائی دی جس سے میں مصطفیٰ ثابت صاحب کو زیر کرسکوں۔

تاہم ایک بات کا مجھے یقین ہوگیا تھا کہ ان کا تعلق شیعوں یا اسماعیلیوں یا بہائیوں سے ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو پنجوقتہ نماز پڑھنے والے اور ذکر الٰہی کرنے والے تھے، نیز ان برائیوں سے بھی مجتنب رہتے تھے جن میں اس عمر کے عام نوجوان بڑی آسانی سے پڑ جاتے ہیں۔اس وقت تک مجھے احمدیت کے بارہ میں کچھ علم نہ تھا۔

محترم حلمی صاحب کے ساتھ اس عرصہ میں بحث ومباحثہ کے بارہ میں مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب فرماتے ہیں:

ہماری جان پہچان اور میل ملاپ میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ کچھ عرصہ بعد ہم ایک پندرہ روزہ تربیتی کورس میں شریک ہوئے جس میں تدریس بالغاں کے لئے ہمیں تربیت دی جانی تھی۔تعلیم بالغان تعلیم بچگان سے اس طرح بھی مختلف ہے کہ بچوں کو اکثر امور کا علم نہیں ہوتا اور تقریباً ہر چیز کو نئے سرے سے سیکھتے ہیں لیکن قرین قیاس ہوتا ہے کہ بالغوں کو سکھائے جانے والے امور کے بارہ میں کچھ علم ہو۔ تاہم ان دونوں کا طریق تدریس مختلف ہے۔اس تربیتی کورس کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ جو کچھ ہم نے سیکھا اس کی عملی طور پر پریکٹس بھی کی جائے۔لہٰذا ہم سب اس کورس میں شامل ملازمین تعلیم بالغاں کی کلاس کے طلباء کا کردار ادا کرتے اور ہم میں سے ایک کسی بھی موضوع پر لیکچر دیتا جس پر طلباء اعتراض بھی کرتے اسے روکتے ٹوکتے بھی اور مضمون کے بارہ میں متعدد سوالات بھی کرتے۔اس سلسلہ میں میں نے اپنے لیکچر کا موضوع ''عیسائی نقطۂ نظر سے بائیبل اور تثلیث کا عقیدہ'' چنا۔جب میں لیکچر دے رہا تھا تو عموماً یہی توقع تھی کہ جب اعتراضات اور سوالات ہوں گے تو ہم اس کورس میں سیکھے ہوئے طریقوں سے ان سوالات کو ڈیل کریں گے۔لیکن میں نے محسوس کیا کہ دیگر ملازمین کو تو اس موضوع کے بارہ میں کچھ علم نہ تھا اس لئے وہ تو خاموش بیٹھے ہوئے تھے لیکن مکرم حلمی الشافعی صاحب بہت مضطرب دکھائی دیئے اور بالآخر زچ ہو کر لیکچر کے دوران کہنے لگے: کیا تم ان باتوں کو مانتے ہو؟ اور بار بار اعتراض کرتے اور بات کاٹتے رہے۔ان کو سب سے زیادہ اس بات پر غصہ تھا کہ میں مسلمان ہو کر کس طرح عیسائیوں کی طرح تین خداؤں کی بات کرتا ہوں اور کس طرح اس مضمون کو عیسائیوں کے اسلوب پر بیان کرتا ہوں۔ میں نے بعد میں اپنے لیکچر کے دوران تثلیث کے رد میں اسلامی نقطہ نظر سے دلائل دیئے جو مولانا جلال الدین شمس اور مولانا ابوالعطاء صاحب کی تحریرات سے اخذ کردہ تھے۔

چونکہ مکرم حلمی الشافعی صاحب کا تعلق ایک ٹھیٹھ دینی گھرانے سے تھا۔آپ کے والد صاحب ازہر کے تعلیمیافتہ مولوی تھے۔اس لئے میرے بیان کردہ امور میں ان کی دلچسپی بڑھی خصوصاً اس بارہ میں کہ میرے پاس ان امور کا علم کہاں سے آیا۔ چنانچہ انہوں نے بعد میں مجھ سے ان امور کے بارہ میں بحث کرنی شروع کردی۔

جماعت سے تعارف

محترم حلمی صاحب فرماتے ہیں:

ہماری گفتگو چلتی رہی یہانتک کہ 1967ء کا سال آگیا۔اس سال میں مصر اور اسرائیل کے مابین سیناء کے علاقہ میں عسکری جھڑپیں شروع ہوگئیں جن کی بناء پر کمپنی نے فیصلہ کیا کہ صرف بعض خاص شعبوں کے علاوہ باقی ورکرز کو قاہرہ بھیج دیا جائے۔لیکن چونکہ مصطفیٰ ثابت صاحب شعبہ نقل مکانی میں کام کرتے تھے اس لئے ان کا وہاں رہنا ضروری تھا اور شاید یہ میرے حق میں بہت بہتر ثابت ہوا، کیونکہ اس صورتحال میں انہوں نے اپنی بعض کتب ایک ڈبے میں ڈال کر میرے حوالے کردیں اور کہا کہ میں قاہرہ آکر آپ سے لے لوں گا۔ میں نے ان سے کہا کہ چونکہ میں یہ کتب لے کر جارہا ہوں اور اپنے پاس محفوظ بھی رکھوں گا اس لئے

مجھے ان کو پڑھنے کا بھی حق حاصل ہوگا۔آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے آپ ان کو پڑھ سکتے ہیں لیکن ان کی حفاظت بہت ضروری امر ہے کیونکہ مصر میں ان کتب کا دوسرا نسخہ موجود نہیں ہے اور میں نے یہ خزانہ اپنے سسر صاحب کی لائبریری سے حاصل کیا ہے۔ میں نے قاہرہ آکر ان کتب کا مطالعہ شروع کیا تو مجھے پتہ چلا کہ مصطفیٰ ثابت صاحب کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے۔ یہ کتب بہت سے ایسے مضامین پر مشتمل تھیں جن کے بارہ میں میں نے پہلے کبھی نہ سنا تھا۔بعض کتب امام مہدی کی آمد کے بارہ میں تھیں جبکہ بعض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر فرمودہ تھیں۔ان میں سے دو کتب کا انگریزی ترجمہ بھی تھا ایک احمدیت کا پیغام اور دوسری احمدیت یعنی حقیقی اسلام تھی۔ میں نے ان کتب کو سطر سطر اور لفظ لفظ پڑھ ڈالا۔ میرا طریق یہ تھا کہ پڑھتا جاتا اور ساتھ ساتھ اپنے اعتراضات بھی لکھتا جاتا تھا۔ یہ اعتراضات آج تک میرے پاس موجود ہیں، اور جب بھی ان اعتراضات کو پڑھتا ہوں تو بڑی ندامت ہوتی ہے کیونکہ یہ وہی اعتراضات ہیں جو تمام دشمنانِ احمدیت جماعت پر کرتے ہیں۔ دراصل یہ اعتراضات ان خیالات و طرز تفکیر کا نتیجہ ہیں جو عام معاشرہ میں بچپن سے ہی ذہنوں میں بٹھائے جاتے ہیں۔

بہرحال اس کے بعد ہماری باتیں احمدیت کے عقائد کے بارہ میں ہونے لگیں اور کبھی کبھی ہم ایک پرانے احمدی مکرم محمد بسیونی صاحب کے ہاں بھی جاتے اور نماز جمعہ ادا کرتے تھے۔

یہ اولیاء اللہ اور صالحین میں سے ہے

اسی دوران میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا عربی ترجمہ پڑھا اور یہ کتاب مجھے بہت پسند آئی۔ایک دن میں یہ کتاب لے کر اپنے والد صاحب کے پاس چلا گیا۔ میں نے ابھی چند صفحات ہی بلند آواز میں پڑھے تھے کہ میرے والد صاحب بار بار کہنے لگے کہ اس کتاب کا مؤلف بڑا عالم آدمی ہے۔ پھر ہر صفحہ سننے کے بعد ان کے منہ سے ''ماشاء اللہ'' کے الفاظ نکلتے رہے۔ میرے والد صاحب کا تعلق جماعت ''انصار السنة المحمدیہ'' سے تھا اور یہ تصوف کو پسند نہیں کرتے کیونکہ بعض اوقات تصوف کے نام پر بڑی مبالغہ آرائی کی جاتی ہے۔ لیکن اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف احکام کی حکمت کو فلسفیانہ رنگ میں بیان کرتے ہوئے کسی قدر تصوف کا رنگ بھی دیا ہے۔ لیکن حضور علیہ السلام کے بیان فرمودہ اس تصوف میں نہایت اعلیٰ مضامین بیان ہوئے تھے اور اس میں عام صوفیوں کے کلام کا شائبہ تک نہ تھا۔ اس لئے میرے والد صاحب کو یہ طریق بھی بہت پسند آیا۔

میں نے پوچھا: آپ کے خیال میں یہ شخص ایک نیک اور صالح انسان ہوسکتا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: یہ اولیاء اللہ اور صالحین میں سے ہے۔

میں نے کہا: اس شخص کا دعویٰ ہے کہ وہ امام مہدی اور مسیح موعود ہے۔

انہوں نے کہا: نہیں، یہ نہیں ہوسکتا۔

میں نے پوچھا: پھر کیا یہ شخص جھوٹا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: میں یہ نہیں کہتا کہ یہ شخص جھوٹا ہے لیکن یہ بات عقلاً محال ہے۔ یہ امام مہدی اور مسیح موعود کیسے ہوسکتے ہیں؟

بہرحال میرے اصرار پر والد صاحب نے کہا کہ میری عمر اس وقت ستر سال کے قریب ہے، اور تمام عمر میں نے انہی باتوں کو پڑھایا اور ان پر تقریریں کی ہیں میرا اتنی جلدی متأثر ہونا اور بدل جانا تقریباً ناممکن ہے۔ میں نے بھی انہیں معذور سمجھ کر مزید بحث سے پرہیز کیا۔

مولوی کی عجلت پسندی

اس کے بعد میں یہی کتاب لے کر ایک مولوی کے پاس گیا جو دینی علوم کے ساتھ ساتھ عربی زبان کا استاد بھی تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ کتاب ایک معین فرقہ کی ہے اور چونکہ آپ ایک عالم دین ہیں اس لئے میں اس کے بارہ میں آپ کی رائے جاننا چاہتا ہوں۔ ابھی میں نے بمشکل دو یا تین صفحات ہی پڑھے تھے کہ اس مولوی نے جھٹ سامنے والی الماری سے دو تین تفسیر کی کتب نکالیں اور کہا کہ ہمارے پاس سب کچھ موجود ہے، یہ کتب جلیل القدر علماء کی تصانیف ہیں جنہوں نے تمام عمر کی عرق ریزی کے بعد قرآن و حدیث کی شرح و تفسیر لکھ دی ہے اور ہر قسم کے مسئلہ کو کھول کر بیان کر دیا ہے اب ہمیں اس کے بعد کسی اور کتاب کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے شدید دھچکا لگا کہ یہ شخص بہت بے صبرا ہے، کم از فیصلہ سنانے سے قبل پوری طرح سن تو لیتا۔ بہرحال میں نے اسے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ گزشتہ مفسرین اور علماء نے بہت محنت سے یہ علوم ہم تک پہنچائے ہیں، لیکن میں آپ سے اس کتاب کے بارہ میں رائے پوچھنے آیا ہوں۔ اگر اس میں اسلامی تعلیمات کے خلاف کوئی بات ہے تو مجھے بتائیں؟ لیکن مجھے محسوس ہوا کہ باوجود اس کے کہ اس نے قرآن کریم کی بے شمار آیات اور لاتعداد احادیث حفظ کی ہوئی تھیں جن کو وہ ایک ٹیپ ریکارڈر کی طرح اپنے خطبوں میں دہراتا پھرتا تھا لیکن علمی طور پر دینی امور کی تحلیل سے وہ قاصر تھا۔

اس چیز نے مجھے ہلا کر رکھ دیا اور میری تحقیق کے رخ کو یکسر بدل دیا۔ میں قبل ازیں ان کتب کا مطالعہ غلطیاں نکالنے اور اعتراض کرنے کے لئے کرتا تھا۔ لیکن اس واقعہ کے بعد میرے مطالعہ کا ہدف حق وحقیقت تک رسائی بن گیا۔

پُرلطف معارف بھری سورت فاتحہ

اس واقعہ کے بعد میں نے ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' اور ''احمدیت کا پیغام'' کو دوبارہ پڑھنا شروع کر دیا۔ ان کے بعد میں نے کہا دیکھتے ہیں جماعت احمدیہ کا قرآن کریم کے بارہ میں کیا مؤقف ہے۔ یہ جاننے کے لئے میں نے فائیو والیم کمنٹری کی پہلی جلد میں سورت فاتحہ کی تفسیر پڑھنی شروع کر دی۔ مجھے محسوس ہونے لگا کہ جو سورت ہم روزانہ ہر نماز میں رٹے رٹائے طریق کے مطابق پڑھ جاتے ہیں اس میں سے مفسر نے ایسے پھول، پھل اور ہیرے موتی نکال کر پیش کئے ہیں کہ نماز پڑھتے وقت میرا تو کبھی اس طرف دھیان ہی نہیں گیا۔ ساری تفسیر پڑھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ حقیقی سورت فاتحہ تو یہ ہے اور ان پرلطف معانی و مفاہیم کو ذہن میں رکھ کر اگر اس کلامِ خدا کو پڑھا جائے تو یقیناً روحانی ترقیات کا سبب بنے گا۔ گو کہ الفاظ و آیات تو وہی تھے لیکن ان اعلیٰ درجہ کے روحانی معارف سے لاعلمی کی وجہ سے یہ اس فاتحہ سے مجھے یکسر مختلف دکھائی دی جسے میں بچپن سے لے کر آج تک طوطے کی طرح پڑھتا آیا ہوں۔

الٓمٓ کی تفسیر پڑھنے لگا تو میرے ذہن میں عام مروجہ تصور تھا کہ ان الفاظ کے معانی کے بارہ میں صرف خدا کو علم ہے۔ لیکن اس کی تفسیر پڑھی تو وہ نہایت درجہ مطمئن کرنے والی تھی۔ اب میرا تجسس اور بڑھ گیا اور میں نے چاہا کہ کئی ایک اہم اور مشکل امور ہیں جن کے بارہ میں میں سوچتا ہوں اور پڑھتا بھی ہوں لیکن کسی نتیجہ پر نہیں پہنچتا، جیسے ملائکہ، آدم اور ابلیس کا قصہ، اسی طرح جنّ کی حقیقت، وغیرہ۔ میں جوں جوں پڑھتا گیا یہ مفاہیم میرے قلب و دماغ میں سماتے گئے اور ان کے بارہ میں تشفی، اطمینان اور انشراح صدر ہوتا گیا۔ اب مجھے اسلامی تعلیمات کی عظمت اور سحر انگیز تاثیرات کا اندازہ ہونے لگا اور قرآن کا حسن و جمال اور جاذبیت دل میں گھر کرنے لگی۔

بیعت

میں نے مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب سے کہا کہ مجھے محترم محمد بسیونی صاحب کے پاس لے چلیں۔ وہاں جا کر میں نے کہا کہ میں ان کتب کے مطالعہ کے بعد مطمئن ہوگیا ہوں اور میرا ایمان ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء سچے لوگ ہیں۔ اس وقت تک مجھے نظام جماعت، خلافت اور جماعتی سرگرمیوں کے بارہ میں کچھ معلوم نہ تھا۔ مجھے محمد بسیونی صاحب نے نظام جماعت اور نظام خلافت کے بارہ میں بتایا اور فرمایا کہ آپ کو خلیفۂ وقت کی بیعت کرنی چاہئے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کیسے کرتے ہیں۔ انہوں نے مجھے شروط بیعت لا کر دیں اور فرمایا کہ آپ خلیفۂ وقت کی بیعت کریں گے اور چونکہ آج خلیفۂ وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین ہے اس لئے دراصل یہ مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت ہے۔ میں نے شرائط بیعت کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔ یہ شرائط تو ایک سے بڑھ کر ایک تھیں اور ان میں خالص اسلامی تعلیم کا خلاصہ سمو دیا گیا تھا۔ لہٰذا میں آج تک ان پر عمل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ کیونکہ ان شروط پر کامل طور پر کاربند ہونے والا شخص ایسا مسلمان بن سکتا ہے جیسا اسے نبی کریم ﷺ دیکھنا چاہتے تھے۔ چنانچہ میں نے شرائطِ بیعت پڑھ کر بیعت فارم پر کر دیا۔

تلاشِ حق کا سفر کس قدر طویل رہا

اس بارہ میں میں کوئی نمونہ نہیں ہوں کیونکہ میرا یہ سفر تقریباً دو سال جاری رہا۔ شروع کے چند ماہ تو میں نے صرف اعتراض کرنے اور غلطیاں تلاش کرنے میں ہی گزار دیئے۔ اگر میں شروع سے ہی غیر جانبدارانہ تحقیق کا اسلوب اپناتا اور عقل و علم کے ذریعہ حق کی تلاش کرتا تو شاید بہت پہلے اسی نتیجہ پر پہنچ جاتا۔ میں سمجھتا تھا کہ میں جس جماعت سے تعلق رکھتا ہوں وہ مسلمانوں کو بدعتوں اور خرافات سے بچانے کے لئے بنائی گئی ہے، اور چونکہ باقی تمام فرقے غلطی پر ہیں اس لئے ہم اکیلے ہی حق پر ہیں اور ہم سے بہتر کون ہوسکتا ہے۔ شاید یہ ایک لحاظ سے اچھا ہی ہوا کیونکہ بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ بہت جلدی قبول کرنے والے بہت جلدی واپس بھی چلے جاتے ہیں۔ میرے ساتھ یہ ہوا کہ میں نے آہستہ آہستہ احمدی تعلیمات و عقائد کو اپنے اندر جذب کیا۔ اور وہ ایمان جو جانچ پرکھ کر اور خوب بحث مباحثہ کے بعد حاصل ہوتا ہے وہ کافی حد تک قوی اور ٹھوس ہوتا ہے۔ اور میری بیعت کے دن سے لے کر آج تک میرے ایمان میں اضافہ ہوتا چلا آیا ہے، ہر روز مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے اور قریب ہوتا جا رہا ہوں۔ یہ ایسی بات ہے جس کی وجہ سے میرا احمدیت کے ساتھ تعلق مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ الحمد للہ۔

(باقی آئندہ)

مذہبی منافرت کے باعث کراچی میں ایک احمدی مکرم حفیظ احمد شاکر صاحب کی شہادت

کراچی میں مذہبی منافرت کی بنا پر ایک احمدی مکرم حفیظ احمد شاکر صاحب کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق حفیظ احمد شاکر صاحب 18 اور 19 مئی کی درمیانی شب تقریباً ساڑھے بارہ بجے اپنا میڈیکل سٹور بند کر کے گھر جا رہے تھے کہ دو نامعلوم افراد نے موٹر سائیکل پر پیچھا کر کے روک کر کنپٹی پر فائر کر دیا جس سے ان کی موقع پر وفات ہوگئی۔ انہیں عباسی شہید ہسپتال لے جایا گیا۔ جہاں ان کا پوسٹ مارٹم کیا گیا۔ مرحوم ایک پرامن شہری تھے اور کسی سے کوئی تنازعہ نہ تھا۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ ان کے سب بچے زیر تعلیم ہیں۔

مکرم سلیم الدین صاحب ناظر امور عامہ نے کہا ہے کہ سال 2010ء میں شہید ہونے والے یہ چھٹے احمدی ہیں جن کو محض مذہب کی بنیاد پر قتل کیا گیا۔ آپ نے کہا کہ پاکستان بھر میں مختلف انداز سے احمدیوں کے خلاف نفرت و تعصب پھیلا کر عوام کو مشتعل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس کی وجہ سے ایسے افسوسناک واقعات ملک کے مختلف حصوں میں ہوتے رہتے ہیں اور ان واقعات کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ اس واقعہ کا سختی سے نوٹس لے۔ اور حفیظ احمد شاکر صاحب کے قاتلوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دے۔

جماعت احمدیہ کے عمائدین و اراکین پر پے در پے قاتلانہ حملوں کے یہ بہیمانہ واقعات مذہب کے نام پر قتل و غارت گری کرنے والے ایسے متعصب سماج دشمن معاندین کی سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہیں جو مذہب کے مقدس نام کی آڑ میں فرقہ واریت کو ہوا دینے اور عوام الناس کے جذبات کو انگیخت کر کے ملک میں مذہبی منافرت اور فرقہ وارانہ تعصب کی فضا پھیلانے میں بنیادی کردار ادا کر رہے ہیں۔ بدقسمتی سے ذرائع ابلاغ جماعت احمدیہ کے خلاف بے بنیاد اور شرانگیز پراپیگنڈا مہم کا حصہ بن رہے ہیں جس کی وجہ سے اس نوعیت کے افسوسناک واقعات پیش آتے ہیں۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں پاکستان کے معصوم احمدیوں کو خصوصیت سے یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور فتنہ پرور شریروں کی خود گرفت فرمائے۔

❀❀❀❀❀❀❀❀

خطبہ جمعہ

ہمیشہ یاد رکھو کہ یہ دنیاوی رزق تو عارضی رزق ہے۔ اصلی رزق وہ روحانی رزق ہے جو دائمی رہنے والا ہے۔ جو آخرت میں کام آنے والا ہے۔ اور یہ اس وقت تک نہیں مل سکتا جب تک کہ کامل موحد نہیں بنتے، جب تک صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والے نہیں بنتے۔

اگر غلبہ حاصل کرنا ہے تو خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے ہو سکتا ہے اور اس کے لئے خدا تعالیٰ نے اس زمانے میں مسیح موعود کو بھیجا ہے جنہوں نے ہمیں غلبہ کا جو ہتھیار دیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ دلائل اور براہین ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ کہا ہے کہ یہ سب کچھ دعاؤں سے ہونا ہے اس لئے خالص ہو کر اس کے آگے جھکنا بھی ضروری ہے۔

پس اگر مسلمانوں نے اپنی پیدائشِ نو کے نظارے دیکھنے ہیں تو مسیح موعودؑ کے ساتھ جڑنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور خالص ہو کر حاضر ہونے کی ضرورت ہے۔

ہم میں سے تو ایک بھی ایسا نہیں ہونا چاہئے جو نماز کا تارک ہو

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی عبادت کی ضرورت ہے اور یہ انسانی تخلیق کا سب سے بڑا مقصد ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 7 مئی 2010ء بمطابق 7 ہجرت 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ۔ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَفَاَنّٰى تُؤْ فَكُوْنَ ۔(فاطر:4) اللہ تعالیٰ نے اپنے خالق ہونے کا ذکر قرآنِ کریم میں بے شمار جگہ پر کیا ہے۔ اور مختلف پیرایوں میں ہمیں سمجھایا ہے کہ میں خالق ہوں۔ تمہیں پیدا کرنے والا ہوں۔ اس کے باوجود تم میرے صحیح عبد نہیں بنتے۔ اس حوالے سے بعض آیات بیان کرنے سے پہلے میں اہلِ لغت نے لفظ خالق کے حوالے سے جو معنی بیان کئے ہیں وہ بتانا چاہتا ہوں۔

جیسا کہ میں نے کہا خدا تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بے شمار جگہ پر اپنے آپ کو خالق کہا ہے۔ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔ مفردات جو لغت کی کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ اصل میں خَلْق کے معنی کسی چیز کو بنانے کے لئے پوری طرح اندازہ لگانے کے ہیں اور کبھی خَلْق، اِبْدَاع کے معنی میں بھی آ جاتا ہے۔ یعنی کسی چیز کو بغیر مادے کے اور بغیر کسی تقلید کے تخلیق کرنا۔ چنانچہ آیتِ کریمہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (النحل:4) یعنی اس نے آسمان اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا، میں خلق ابتدا کے معنوں میں ہی ہے۔ کیونکہ دوسرے مقام پر اس کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ بَدِيْعُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ (البقرہ:118) وہ آسمان اور زمین کو بغیر کسی سابقہ نمونے کے پیدا کرنے والا ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ایک چیز کو دوسری شے سے بنانے اور ایجاد کرنے کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے فرمایا خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ (النساء:2) کہ تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ہے۔ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّنْ طِيْنٍ (المومنون:13) اور ہم نے انسان کو گیلی مٹی کے خلاصے سے بنایا۔ کہتے ہیں کہ خیال رہے کہ خلق بمعنی ابداع یعنی نئی چیز پیدا کرنا ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ چنانچہ ذاتِ باری تعالیٰ اور دوسروں کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ أَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ أَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (النحل:18)۔ پس کیا جو پیدا کرتا ہے اس جیسا ہو سکتا ہے جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتا۔ کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے۔

(مفردات لألفاظ القرآن از علامہ راغب اصفہانی زیر مادہ: خلق)

ازہری کے نزدیک الخالق اور الخلاق اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ میں سے ہیں اور الف اور لام کے ساتھ یعنی آلْ کے ساتھ یہ صفت اللہ کے سوا کسی غیر کے لئے استعمال نہیں ہوتی اور اس سے مراد وہ ذات ہے جو تمام اشیاء کو نیست سے پیدا کرتی ہے اور لفظ خَلْق کا بنیادی معنی اندازہ لگانا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ چیزوں کے وجود کا اندازہ کرنے کے اعتبار سے اور پھر اس اندازے کے مطابق انہیں وجود بخشنے کے اعتبار سے خالق کہلاتا ہے۔

اہلِ عرب کے کلام میں خَلْق سے مراد بغیر کسی سابقہ نمونے کے کسی چیز کو پیدا کرنا اور ہر وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اسے بغیر کسی سابقہ نمونے کے شروع کرنے والا ہے۔ (لسان العرب زیر مادہ: خلق)

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے حوالے سے اور نام بھی استعمال ہوئے ہیں جیسے بَارِی ہے، یعنی ایسا پیدا کرنے والا جس کا پہلے نمونہ نہیں تھا۔ پیدائش کا آغاز کرنے والا۔ بَدِيْع کی صفت بھی ہے۔ اس کا مطلب ہے ایسا صانع جو نمونہ یا آلہ یا زمان و مکان کی قید سے بالا ہو کر پیدا کرتا ہے۔ یعنی کسی چیز کو پیدا کرنے کے لئے اسے کسی چیز کی حاجت نہیں ہے۔ پھر ایک لفظ فَاطِرْ ہے جو خدا تعالیٰ کے لئے استعمال ہو گا۔ اس کا مطلب ہے کہ پیدائش کی ابتداء اور اس میں خوبصورتی پیدا کرنے والا۔ بہرحال یہ بہت سارے الفاظ ملتے جلتے ہیں ان کی وضاحت تو آئندہ اپنے اپنے موقع پر ہو گی۔ اس وقت صرف اَلْخَالِق کے حوالے سے قرآنِ کریم کی آیات پیش کروں گا۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ ہے کہ اے لوگو! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔ کیا اللہ کے سوا بھی کوئی خالق ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق عطا کرتا ہے۔ کوئی معبود نہیں مگر وہ۔ پس تم کہاں الٹے پھرائے جاتے ہو؟

پس اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو ایک پیغام دیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو جو اشرف المخلوقات بنایا ہے تو اس کی پرورش کے لئے اپنی نعمتیں بھی اتاری ہیں۔ یہ مت خیال کرو کہ تمہیں جو رزق مہیا ہو رہا ہے یہ اللہ کے سوا کوئی اور مہیا کر رہا ہے۔ اس رزق کا پیدا کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے جو رب العالمین ہے۔ زمین جو رزق تمہارے لئے پیدا کر رہی ہے اس رزق کے پیدا کرنے کے لئے بھی آسمان کی مدد کی ضرورت ہے۔ آسمانی پانی نہ ہو تو زمینی پانی بھی خشک ہو جاتا ہے۔ پس زمین سے رزق پیدا کرنے والا بھی خدا ہے اور آسمان سے ان ذرائع کا پیدا کرنے والا بھی خدا ہے جو زمینی رزق پیدا کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔

قرآنِ کریم میں ایک جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّأْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ (الملک:31)۔ تو کہہ بتاؤ تو سہی کہ اگر تمہارا پانی زمین کی گہرائی میں غائب ہو جائے تو بہنے والا پانی تمہارے پاس خدا کے سوا اور کون لائے گا؟ پس زمین کے چشمے، پہاڑوں پر برف، بارشیں یہ سب اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں۔ پھر زمینی زندگی کے لئے، انسانیت کی بقا کے لئے سورج، چاند اور دوسرے سیارے ہیں یہ بھی ایک اہم کردار ادا کر رہے ہیں اور یہ سب خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اس میں یہ بھی واضح کر دیا کہ جس طرح تمہاری دنیاوی زندگی اور تمام نعمتوں کا خالق خدا ہے اسی طرح تمہاری روحانی زندگی میں بھی خدا تعالیٰ نے سامان کئے ہیں۔ اور یہ روحانی اور دنیاوی زندگی کے سامان ایک نیک فطرت انسان سے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ ایک خدا کی عبادت کی جائے جس نے جسمانی اور روحانی زندگی کے سامان پیدا فرمائے۔ یہ بھی فرمایا کہ ہمیشہ یاد رکھو کہ یہ دنیاوی رزق تو عارضی رزق ہے۔ اصلی رزق وہ روحانی رزق ہے

جو دائمی رہنے والا ہے۔ جو آخرت میں کام آنے والا ہے۔ اور یہ اس وقت تک نہیں مل سکتا جب تک کہ کامل موحد نہیں بنتے، جب تک صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والے نہیں بنتے۔

پس یہ اصل ہے جس کو سمجھنے کی ہمیں بھی ضرورت ہے اور دنیا کو سمجھانے کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے روحانی سامانوں کی تخلیق میں انبیاء کا وجود ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ اظہار خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر فرمایا، جو ہر لحاظ سے خدا تعالیٰ کی کامل تخلیق کا ایک نمونہ ہیں، جو انسانِ کامل کہلائے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حقیقی اظہار چاہے وہ دنیاوی ہیں یا روحانی ہیں آپؐ کے اسوہ پر چل کر ہی ہو سکتا ہے جس کو ہم نے بھی اپنے سامنے رکھنا ہے اور دنیا کو بھی بتانا ہے۔ پس یہ چیز ہے جو بہت اہم ہے۔ خدا کرے کہ ہم اس مقصد کو ادا کرنے والے بھی ہوں اور دنیا اس چیز کو سمجھنے والی بھی ہو اور اللہ کا عبد بنے۔

پھر ایک جگہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۔ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۔مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۔ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۔ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ۔(النمل:61) کہ یہ بتاؤ کہ کون ہے وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا۔ اور اس کے ذریعہ ہم نے پُر رونق باغات اگائے۔ تمہارے بَس میں تو نہ تھا کہ تم ان کے درخت پروان چڑھاتے۔ پس کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟۔ (نہیں نہیں)۔ بلکہ وہ ناانصافی کرنے والے لوگ ہیں۔ پس ہمیں اس طرف توجہ دلائی کہ زمینی اور آسمانی نظام پر غور کرو۔ اگر انصاف اور عقل کو استعمال کرو گے تو اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا ایک خدا ہے۔ اور پھر پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا بلکہ فرمایا کہ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً۔ کہ تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا ہے تاکہ تمہاری زندگی قائم رہ سکے۔ پہلے بھی بیان کر کے آیا ہوں کہ اگر تمہارا پانی زمین میں غائب ہو جائے تو کیا کرو گے؟ کون اسے لا سکتا ہے؟ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کا ثبوت دیا ہے کہ پانی بھیجنا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ زمین کی زندگی میں پانی کا بڑا اہم کردار ہے۔ جب زمین میں زندگی نہیں تھی اور زمین میں شدید حرارت تھی۔ اس وقت کہتے ہیں کہ بعض خاص قسم کے بیکٹیریا موجود تھے لیکن یہ عمومی زندگی جو اَب ہے یہ اس میں پنپ نہیں سکتی تھی۔ تو اس وقت پانی کے ذریعے سے اس میں زندگی کے سامان پیدا کئے۔ مسلسل بارشوں نے زمین کو اس قابل بنایا کہ اس میں موجودہ زندگی پیدا ہو سکے اور یہ سب خدا تعالیٰ کا منصوبہ تھا جس کے تحت اس نے کائنات اور تمام نظاموں کی تخلیق کی۔ فرمایا کہ یہ پُر رونق باغات یہ تمہارے ماحول کی صفائی، صحت اور خوراک مہیا کرنے کا ذریعہ ہیں۔ ان کو خدا تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے اور اس پانی کے ذریعہ پیدا کیا ہے جو آسمان سے اترا اور ایک مسلسل عمل ہے جو زمین سے پانی کو اوپر لے جاتا ہے اور پھر صاف مصفّٰی پانی اور زندگی بخش پانی انسانی زندگی کی بقا کے لئے زمین پر اترتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ تمہارے بس میں نہیں تھا کہ زمینی زندگی کے سامان کر سکتے۔ پس اس بات پر غور کرو اور خدا تعالیٰ کی طرف جھکو۔ اس میں اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی گئی جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ اگر خدا تعالیٰ نے جسمانی ضروریات کے سامان مہیا فرمائے ہیں اور اپنی صفتِ ربوبیت کے تحت ہماری پیدائش کے سامان پیدا فرما رہا ہے تو انسانی پیدائش کا جو یہ مقصد ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بنے، اس کے لئے کیوں انتظام نہ فرماتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس مقصد کی یاددہانی کے لئے انبیاء کا نظام ہے جو اس طرف توجہ کرواتا ہے۔ وہ روحانی پانی انبیاء کے ذریعے نازل ہوتا ہے۔ جس طرح بارش کا پانی نازل ہونے سے، اترنے سے زمین میں روئیدگی پیدا ہوتی ہے فصلیں باغات اپنا جوبن دکھاتے ہیں تو ساتھ ہی ایسی نباتات بھی نکل آتی ہیں۔ ایسی جڑی بوٹیاں بھی نکل آتی ہیں جو ان فصلوں کے لئے نقصان دہ ہوتی ہیں۔ زمیندار اس کو جانتے ہیں اور بعض دفعہ بعض فصلوں میں اس قدر جڑی بوٹیاں ہوتی ہیں کہ تلف کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اصل فصل جو ہے وہ دَب جاتی ہے۔ اب تو ترقی یافتہ ممالک میں دوائیں چھڑک کر ان بوٹیوں کو ختم کیا جاتا ہے لیکن بہرحال دنیا کے ممالک ایسے بھی ہیں جہاں کے زمیندار جو محنت نہیں کرتے ان بارشوں کی وجہ سے جو بوٹیاں اگتی ہیں اس سے ان کا نقصان بھی ہوتا ہے یا بعض دفعہ اتنی زیادہ ہوتی ہیں کہ ختم کر ہی نہیں سکتے۔ تو وہی بارش جو بارش سے صحیح فائدہ نہ اٹھانے کی وجہ سے ایک کو فائدہ دے رہی ہوتی ہے تو دوسرے کو اس بارش سے نقصان پہنچ رہا ہوتا ہے۔ روحانی زندگی میں بھی یہی حال ہے۔ انبیاء کے آنے سے جو روحانی بارش ہوتی ہے اس سے نیک فطرت اور محنتی تو فائدہ اٹھاتے ہیں اور مخالفت میں پڑنے والے اور دین سے لاتعلق محروم رہ جاتے ہیں اور نہ صرف محروم رہ جاتے ہیں بلکہ اپنی عاقبت برباد کرنے والے بن جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ غریب تو اس بارش سے فائدہ اٹھانے والے بنے اور فائدہ اٹھا کر رضی اللہ عنہ کا درجہ پا گئے۔ لیکن بعض سرداران دنیا میں بھی اپنے بدانجام کو پہنچے اور آخرت میں بھی ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے عذاب کی خبریں ہی دی ہیں تو اس کا بھی یہی حال ہے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے جو روحانی پانی اتارا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو عاشقِ صادق ہیں ان سے جنہوں نے فائدہ اٹھایا انہوں نے خدا تعالیٰ کی محبت اور سلوک کے نظارے دیکھے۔ اپنی زندگیوں میں اپنی خوبصورتی اور اپنی روحانیت کو بڑھتے پھلتے پھولتے دیکھا۔ جو مخالفین تھے وہ اس آسمانی پانی سے محروم رہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں اترا۔ جڑی بوٹیاں بھی بے شک بڑھیں لیکن پاک فطرتوں کی ایمانی حالت کے باغات ان سے پاک صاف رہ کر ایمان اور ایقان میں ترقی کرتے چلے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کے اس غلامِ صادق کا زمانہ بھی تا قیامت ہے۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ مخالفتوں کی جڑی بوٹیاں بھی سر اٹھاتی رہتی ہیں۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ توجہ دلائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر فضل کیا ہے جو آسمان سے اس زمانے میں یہ پانی اتارا ہے جس نے تمہارے دلوں کے باغات کو سیراب کیا ہے اس سے ہمیشہ صحیح فائدہ اٹھاتے رہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو تمہیں ہدایت ملی ہے اس کی قدر کرو۔ اپنے تقویٰ اور اعمال کے درختوں کو اس پانی سے سینچتے رہو۔ قرآنی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو رکھو اور لاگو رکھنے کی کوشش کرتے رہو۔ خدائے واحد کی عبادت کی طرف توجہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہو۔ جس طرح ہوا سے بعض دفعہ خراب کھیتوں کے، جڑی بوٹیوں کے بیج اچھے کھیتوں میں بھی آ جاتے ہیں اور آئندہ نقصان پہنچانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں تو اچھے زمیندار جب انہیں اپنے کھیتوں میں اُگتا دیکھتے ہیں تو فوراً تلف کرنے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح اپنے دلوں کے کھیتوں کی صفائی کرتے رہو کیونکہ دنیاوی باتیں اس دنیا کے ماحول میں رہنے کی وجہ سے اثر انداز ہوتی رہتی ہیں تبھی تم اپنے حقیقی خالق و مالک کے عبد بننے کا حق ادا کرنے والے بن سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے بس میں نہیں ہے کہ تم اعمالِ صالحہ کے باغوں کو پروان چڑھاؤ۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ پس اس بات کی قدر کرو اور اللہ تعالیٰ کو معبودِ حقیقی سمجھو۔ اس کی عبادت سے کبھی غافل نہ ہو۔

عبادت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ۔ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ۔ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (سورۃ النمل آیت :63) پھر وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو کون بے کس اور مصیبت زدہ کی باتوں کو سنتا ہے۔ پس ایسے لوگوں کا نقشہ اس آیت میں کھینچا گیا ہے جو انتہائی اضطرار کی حالت میں ہیں یا ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہیں اور جب اضطرار کی کیفیت ہو یعنی وہ حالت جب کوئی جائے پناہ نظر نہ آتی ہو اور پھر انسان خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو اور کہے کہ دنیا کے سارے دروازے تو بند ہو گئے اے خدا! تو زمین و آسمان کا خالق و مالک ہے، روحانی بارش کا نزول بھی تیرا انعام ہے اور تیرے فرستادے کو قبول کرنا بھی تیرا انعام ہے۔ لیکن اس قبول کرنے کے بعد، اس قبولیت کے بعد میرے پر زمین تنگ کی جا رہی ہے۔ یہ ابتلاء جو آ رہے ہیں انہیں دور کرنے والا بھی تو ہے۔ پس میرے سے ابتلاؤں کو دور فرما۔ ہم دیکھتے ہیں آج کل پھر پاکستان میں احمدیوں کے جو حالات ہیں اور ایک لمبے عرصے سے یہ چل رہے ہیں ان کو اگر دور کرنا ہے تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو امن کی جگہ اور جائے پناہ سمجھ کر خالص ہو کر اس کے آگے جھکنے کی ضرورت ہے اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں جس سے یہ دور ہو سکیں۔ اب تو بعض اور ممالک بھی شامل ہو گئے ہیں۔ مثلاً مصر ہے آج کل وہاں بھی احمدیوں پر تنگی وارد کی جا رہی ہے۔ اس کا ایک ہی حل ہے کہ خدا تعالیٰ کے آگے اضطراری رنگ میں جھکا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ایسی اضطراری حالت ہو گی اور ایسی حالت میں دعائیں کی جائیں گی تو میں انہیں قبول کرتا ہوں۔ انسان کی پیدائش کے بعد خدا تعالیٰ نے اسے چھوڑ نہیں دیا۔ بلکہ رحمانیت اور رحیمیت کے جلوے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے آگے خالص ہو کر جب جھکا جاتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے میں نہ صرف تکلیفیں دور کر دیتا ہوں بلکہ اپنے ایسے پیاروں کو زمین کا وارث بنا دیتا ہوں۔ احمدیوں پر سختیاں اور ابتلا اگر ہیں تو اس وجہ سے کہ اللہ کے پیارے کو ہم نے سچا سمجھ کر مانا اور اللہ کے حکم کے مطابق مانا۔ پس اللہ تعالیٰ یقیناً قدرت رکھتا ہے اور دکھائے گا کہ آج جو زمین کے وارث بنے بیٹھے ہیں ان کی جگہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے کے پیاروں کو زمین کا وارث بنا دے گا اور دنیا کو بتا دے گا کہ تم دنیا والوں کو معبود سمجھ کر میرے پیاروں پر زمین تنگ کرنے والے بن رہے تھے تو دیکھ لو کہ میرے سوا کوئی اس دنیا کا مالک نہیں۔ اور میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اپنے نیک اعمال بجا لانے والے اور عابد بندوں کی کس طرح مدد کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’کلامِ الٰہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مراد ہیں جو محض ابتلاء کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر۔ لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قومِ نوحؑ اور قومِ لوطؑ اور قومِ فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطرار کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

ہوااور خدا کے ہاتھ نے ان قوموں کو ہلاک کر دیا۔(دافع البلاء۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 231)

پس جہاں جہاں احمدی تکلیف میں ہیں وہ یاد رکھیں کہ صرف احمدی ہیں جو اس وقت ابتلا کی صورت میں ضرر یافتہ ہیں اور انہی کی دعائیں اللہ تعالیٰ قبول کرنے کا وعدہ فرماتا ہے۔ باقی دنیا اگر کسی مشکل میں گرفتار ہے تو وہ ابتلا نہیں ہے وہ سزا ہے۔ پس ایک اضطرار کی کیفیت اپنی دعاؤں میں طاری کریں۔ پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح تمام تکالیف کو اپنے فضل سے دور فرما دیتا ہے۔

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:''یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پرواہ نہیں کرتا''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 455 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی دعاؤں کی توفیق دے جو صرف اور صرف خدا تعالیٰ کو جائے پناہ سمجھ کر اس کے حضور کی جائیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ۔ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ۔ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ (النمل:64) یا پھر وہ کون ہے جو خشکی اور تری کے اندھیروں میں تمہاری رہنمائی کرتا ہے؟ اور کون ہے وہ جو اپنی رحمت کے آگے آگے خوشخبری کے طور پر ہوائیں چلاتا ہے۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے؟ بہت بلند ہے اللہ اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

پس یہاں پھر جہاں ظاہری دنیاوی بارشوں کا ذکر ہے اور مصیبتوں سے نجات کا ذکر ہے وہاں روحانی اندھیروں کا بھی ذکر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں کے آنے سے پہلے خدا کو ماننے والے اور نہ ماننے والے دونوں جو ہیں وہ خدا سے دور ہوتے ہیں اور اندھیروں میں پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ جو اپنی مخلوق کی بہتری کے سامان پیدا فرماتا رہتا ہے انبیاء کو بھیجتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بھی اس وقت ہوئی جب دنیا کی ایسی حالت تھی جس کا نقشہ قرآنِ کریم میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) یعنی خشکی اور تری میں فساد برپا تھا۔ وہ قومیں جو خدا پر یقین کرتی تھیں وہ بھی اپنے بگاڑ کے انتہاء کو پہنچی ہوئی تھیں اور جو خدا پر یقین نہیں کرتی تھیں وہ بھی اپنے بگاڑ کے انتہاء کو پہنچی ہوئی تھیں۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ بعض نیک لوگوں نے اس وقت بھی ٹھنڈی ہواؤں کو محسوس کر لیا جس طرح ایک عیسائی راہب کے بارے میں آتا ہے کہ آپ کے ظہور کی خبر اس نے دی۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام۔ قصۃ بُحَیرہ صفحہ 145 مطبوعہ بیروت ایڈیشن 2001ء)

اسی طرح اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے زمانے میں بشمول مسلمان ہر مذہب والے کی ایمانی حالت میں بگاڑ پیدا ہو چکا تھا بلکہ ابھی تک پیدا ہوا ہوا ہے۔ آپ علیہ السلام کی بعثت سے قبل بعض نیک فطرت کسی مصلح کے آنے کے منتظر تھے اور محسوس کر رہے تھے کہ کوئی آنے والا ہے کیونکہ زمانے کا بگاڑ انتہا تک پہنچ چکا ہے۔ لیکن ان میں سے ایسے بھی تھے جنہوں نے ضرورت محسوس کرنے کے باوجود جب آپ نے اپنی بعثت کا اعلان فرمایا تو آپ کو قبول نہ کیا۔

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بعثت کے تعلق میں لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:''اے بندگانِ خدا! آپ لوگ جانتے ہیں کہ جب امساکِ باراں ہوتا ہے اور ایک مدت تک مینہ نہیں برستا تو اس کا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کنوئیں بھی خشک ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ پس جس طرح جسمانی طور پر آسمانی پانی بھی زمین کے پانیوں میں جوش پیدا کرتا ہے، اسی طرح روحانی طور پر جو آسمانی پانی ہے (یعنی خدا کی وحی) وہی سفلی عقلوں کو تازگی بخشتا ہے۔ سو یہ زمانہ بھی اس روحانی پانی کا محتاج تھا''۔ فرمایا:''میں اپنے دعویٰ کی نسبت اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں عین ضرورت کے وقت خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں جبکہ اس زمانہ میں بہتوں نے یہود کا رنگ پکڑا اور نہ صرف تقویٰ اور طہارت کو چھوڑا بلکہ ان یہود کی طرح جو حضرت عیسیٰ کے وقت میں تھے سچائی کے دشمن ہو گئے۔ تب بالمقابل خدا نے میرا نام مسیح رکھ دیا۔ نہ صرف یہ ہے کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانے نے مجھے بلایا ہے''۔ (براہین احمدیہ۔ حصہ پنجم کی یادداشتیں صفحہ 12)

پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ۔ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ (النمل:65) کہ یا وہ کون ہے جو تخلیق کا آغاز کرتا ہے۔ پھر وہ اسے دہراتا ہے اور کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق عطا کرتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ تو کہہ دے کہ تم اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔

یہ جو ساری آیات ہیں سورۃ نمل کی ہیں اور ان سب میں ہر جگہ ہر بات کہنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ کیا تمہارا اور کوئی معبود ہے؟ اگر ہے تو لاؤ۔ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ یہی فرما رہا ہے، اس تخلیق کے بارے میں جس کا آیت میں ذکر ہے کہ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ۔ حضرت مصلح موعودؓ کے نزدیک پیدائشِ اولیٰ سے مراد قوموں کی تمکنت ہے اور يُعِيْدُهٗ سے مراد غالب قوموں کے زوال کے بعد ان میں دوبارہ زندگی کی اور بیداری کی روح پیدا کرنا ہے۔ یعنی اگر غور کرو تو تمہیں نظر آئے گا کہ اگر کسی قوم نے ترقی کی ہے تو الٰہی مدد اور تائید سے کی ہے۔ اور انحطاط کے بعد احیائے ثانیہ بھی، دوسری زندگی بھی ان کو ملی ہے تو الٰہی تقدیروں کے ماتحت ہوئی ہے۔ یہ سب کچھ خود بخود نہیں ہوا اور یہی توجہ اب مسلمانوں کو بھی دلائی گئی ہے کہ تمہیں غلبہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوگا۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 425)

پس نہ کسی شدت پسند گروپ کی ضرورت ہے۔ نہ ہی کسی تلوار کے جہاد کی ضرورت ہے۔ اگر غلبہ حاصل کرنا ہے تو خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے۔ ہو سکتا ہے اور اس کے لئے خدا تعالیٰ نے اس زمانے میں مسیح موعود کو بھیجا ہے جنہوں نے ہمیں غلبہ کا جو ہتھیار دیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ دلائل اور براہین ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ کہا ہے کہ یہ سب کچھ دعاؤں سے ہونا ہے۔ اس لئے خالص ہو کر اس کے آگے جھکنا بھی ضروری ہے۔ پس اگر مسلمانوں نے اپنی پیدائشِ نو کے نظارے دیکھنے ہیں تو مسیح موعود کے ساتھ جڑنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور خالص ہو کر حاضر ہونے کی ضرورت ہے۔ نہ کہ تلواریں اٹھانے کی یا دہشت گردی کرنے کی اور پھر اس آیت میں اس بات کو دہرایا کہ رزق جو آسمان اور زمین سے مل رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی مہیا فرما رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف جھکو اور اس سے ہی سب خیر مانگو۔

احمدیوں کا بھی یہ فرض ہے کہ اس اصول کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ بغیر خدا تعالیٰ کی مدد کے نہ مادی رزق مل سکتا ہے نہ روحانی رزق مل سکتا ہے۔ بعض احمدی بھی اس اصل کو بھولتے چلے جا رہے ہیں۔ جیسا کہ میں کئی مرتبہ پہلے بھی بیان کر چکا ہوں اور یہ واقعات اکثر ہوتے رہتے ہیں اس لئے میں بیان کرتا ہوں کہ اس طرف توجہ دینے کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ اپنی نمازوں کی حفاظت کریں، پابندی کریں۔ جب دعا کے لئے بعض لوگ مجھے کہتے ہیں تو بعض کے چہروں سے ہی پتا لگ جاتا ہے کہ رسمی طور پر کہا جا رہا ہے۔ جب ان سے پوچھو کہ تم خود نماز پڑھتے ہو؟ دعاؤں کی طرف توجہ ہے؟ تو جواب نفی میں ہوتا ہے تو یہ انتہائی خوفناک صورتحال ہے۔ ہم میں سے تو ایک بھی ایسا نہیں ہونا چاہئے جو نماز کا تارک ہو۔ بلکہ گزشتہ دنوں ایک واقعہ ہوا۔ مجھے باپ بیٹا ملنے کے لئے آئے تو باپ نے بیٹے کے سامنے ہی بیٹے کی شکایت کی کہ اس کی نمازوں کی طرف توجہ نہیں ہے اور کاروبار میں بڑا اچھا ہے، کاروبار کی طرف توجہ ہے۔ اور بیٹا بھی اپنے کاروبار کے لئے ہی دعا کے لئے کہہ رہا تھا تو اسے میں نے کہا کہ یہ تو خدا تعالیٰ سے مذاق ہے۔ یہ باتیں بھی تم صرف رسماً کر رہے ہو۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا کہ جو لوگ صرف کاروبار کے لئے، اپنی دنیاداری کے لئے مجھے دعا کے لئے کہتے ہیں ان سے مجھے ایک طرح کی کراہت آتی ہے۔ تو دنیاوی ترقی کے لئے بھی دعا کرنا ضروری ہے اس کے بغیر نہیں ہو سکتی لیکن صرف دنیا مقصود نہ ہو بلکہ سب سے اول خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی ضرورت ہے اور اس طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہئے۔ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تمہارا کاروبار اچھا چل گیا تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے۔ جو خدا اس بات پر قدرت رکھتا ہے کہ اس نے تمہارا کاروبار کامیاب کر دیا تو وہ یقیناً اس بات کی بھی قدرت رکھتا ہے کہ اس میں اس کشائش کو دور کر دے اور اپنے فضلوں کا جو ہاتھ ہے وہ اٹھا لے۔ اس لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی عبادت کی ضرورت ہے اور یہ انسانی تخلیق کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے خالق و مالک کا ہم تبھی حق ادا کر سکتے ہیں جب اس کو معبودِ حقیقی سمجھیں اور اس کے سامنے جھکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ: بینن میں اگوبائی کے مقام پر مسجد کا افتتاح صفحہ 16 سے

اب میں احمدی مسلمان ہوں اور ہم چار لوگ اپنی فیملی کے مسلمان ہیں۔ میں اسلام احمدیت قبول کر کے ضائع نہیں ہوا۔ اسلام ہی اصل مذہب ہے اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔ پہلے ہم مسلمانوں میں شادی نہیں کرتے تھے مگر اب ہمارے خاندان کی تین لڑکیوں کی شادی مسلمان گھروں میں ہوئی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ تم جو یہاں موجود ہو تم بہتر ہو۔ دوسرے تمہارے پاس آنا چاہتے ہیں مگر ان کے درمیان شرم کا پردہ حائل ہے۔ انہیں بھی اسلام قبول کرنا چاہئے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور اسلام کی طرف آئیں گے۔ اسلام کو مت چھوڑیں اس جیسا مذہب دنیا میں اور کوئی نہیں، ہمیشہ اس سے تربیت حاصل کرتے رہیں اور مخلص ہو جائیں، قرآن میں تورات اور انجیل کی ہی تعلیمات ہیں۔ پھر آخر میں دوبارہ شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد محترم امیر صاحب نے دعا کروائی دعا کے بعد کھانا تقسیم کیا گیا۔ اس تقریب میں تقریباً 300 سو افراد نے شرکت کی۔

❁❁❁❁❁❁❁

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ: از رپورٹ دورہ حضور انور صفحہ 2 سے

"جب میں نے یہ حالات تاریخوں میں پڑھے تو میں نے عزم کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی تو میں ان علاقوں میں احمدیت کی اشاعت کیلئے اپنے مبلغین بھجواؤں گا جو اسلام کو دوبارہ ان علاقوں میں غالب کریں اور اسلام کا جھنڈا دوبارہ اس ملک میں گاڑ دیں۔ پہلے مَیں نے ملک محمد شریف صاحب کو اس ملک میں بھیجا لیکن کچھ عرصہ کے بعد وہاں اندرونی جنگ شروع ہو گئی اور قونصل سپین کے انگریزی قونصل (Counsel) نے ان سے کہا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں۔ پھر میں نے ان کو اٹلی بھیج دیا۔

صقلیہ کے لوگ آج کل اپنی آزادی کیلئے کوشش کر رہے ہیں۔ اس علاقے کے مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنایا گیا تھا لیکن امتدادِ زمانہ کی وجہ سے وہ اب اپنے آبائی مذہب کو بالکل بھول گئے ہیں۔ صقلیہ میں رہنے والوں میں سے لاکھوں ایسے ہیں جو مخلص دیندار اور پرہیزگار مسلمانوں کی اولادیں ہیں۔ ان کے آباءواجداد اسلام کے فدائی اور بہت متقی لوگ تھے لیکن یہ لوگ اسلام سے بالکل غافل ہیں اور عیسائیت کو ہی اپنا اصلی مذہب سمجھتے ہیں۔ میں نے اٹلی کے مبلغین کو لکھا کہ آپ اس علاقہ میں تبلیغ پر زور دیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ان کے آباء و اجداد کی ارواح کی تڑپ اور ان کی نیکی ان کی اولادوں کو اسلام کی طرف لے آئے۔ پہلا خط ان کا جو مجھے پہنچا اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ ہم اب روم سے آ گئے ہیں اور صقلیہ کی طرف جا رہے ہیں۔ پھر ان کا دوسرا خط مجھے پہنچا کہ ہم مسینا میں پہنچ گئے ہیں۔ لوگ ہمارے لباس کو دیکھ کر جوق در جوق ہمارے اردگرد جمع ہو جاتے ہیں ہم ان کو یہ وعظ کرتے ہیں کہ تمہارے باپ دادے تو مسلمان تھے۔ تمہیں کیا ہوگیا کہ تم اسلام سے دور چلے گئے ہو۔ اب دوسرا مسیح آ گیا ہے۔ آؤ اور اس کے ذریعہ حقیقی اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ تیسرا خط ان کا مجھے آج ملا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں کے دو نوجوان احمدی ہو گئے ہیں دونوں بہت جوشیلے احمدی ہیں۔ احمدیت کی تبلیغ کا بہت جوش رکھتے ہیں۔ ایک کا نام ہم نے محمود رکھا ہے اور دوسرے کا نام بشیر رکھا ہے۔ ان کا خط بھی مجھے آیا ہے جس میں انہوں نے بیعت کا لکھا ہے۔ ہمارے لئے یہ حالات خوشکن ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں توفیق دے کہ یہ دونوں ملک ہمارے ذریعہ پھر اسلام کا گہوارہ بن جائیں...... ...... ہمارے مبلغین کا تو بیرونی ممالک میں یہ حال ہے کہ ان میں سے ایک یعنی ماسٹر محمد ابراہیم صاحب نے جنگل میں جا کر درختوں کے پتے کھا کر پیٹ بھرا اور دوسرے بھی نہایت تنگی کے ساتھ گزارہ کرتے ہیں...... اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے لئے کثرت سے اہم مقامات پر نئے تبلیغی رستے کھل رہے ہیں اور وہاں سے پیاسی روحیں پکار رہی ہیں کہ ہماری سیرابی کا کوئی انتظام کیا جاوے لیکن ہمارے پاس نہ اتنی تعداد میں آدمی ہیں کہ ہم ہر آواز پر ایک وفد بھیج دیں اور نہ ہی وفود کے بھیجنے کے لئے اخراجات ہیں۔ ایسے حالات میں ایک مؤمن کا خون کھولنے لگتا ہے، خصوصاً سپین اور صقلیہ کے واقعات کو پڑھ کر تو اس کا خون گرمی کی حد سے نکل کر ابلنے کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ جہاں ہمارے آباء و اجداد نے سینکڑوں سالوں تک حکومتیں کیں اور وہ ان ممالک کے بادشاہ رہے وہاں مسلمانوں سے یہ سلوک کیا گیا کہ ان کو جبراً عیسائی بنا لیا گیا اور آج وہاں اسلام کا نام لینے والا بھی کوئی نہیں۔ پھر یہ علاقے اس لحاظ سے بھی خصوصیت رکھتے ہیں کہ وہاں سے تمام یوروپین ملکوں میں تبلیغ کے رستے کھلتے ہیں۔"

چنانچہ اسی الٰہی منصوبہ کے تحت حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر یکم فروری 1936ء کو مکرم ملک محمد شریف صاحب گجراتی قادیان سے اسپین کیلئے روانہ ہوئے۔ نومبر 1936ء میں جب اسپین جنگ کا میدان بن گیا تو برطانوی سفیر نے ملک محمد شریف صاحب کو سفارت خانہ بلایا اور دو دن بعد آپ حکماً میڈرڈ سے لندن بھیج دیئے گئے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کو اٹلی کے دارالسلطنت روم پہنچنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ آپ 21 جنوری 1937ء کو روم پہنچ گئے۔ اور جماعت احمدیہ کا مشن قائم کر کے تبلیغ اسلام کا فریضہ بجالانے میں مصروف ہو گئے۔ 1940ء تک چند لوگ احمدیت میں داخل ہو چکے تھے۔ جنگ عظیم دوم کے نتیجہ میں آپ 1944ء تک دشمن کے قیدی کیمپوں میں رہے۔ اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب خلیل اور مکرم مولوی محمد عثمان صاحب فاضل کو اٹلی کے لئے نامزد کر کے مکرم ملک محمد شریف صاحب کو اٹلی کا امیر مقرر فرمایا۔ ملک صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ دشمن کے قیدی کیمپ میں جانے سے پہلے ایطالیہ میں تیس کے قریب انسانوں نے احمدیت قبول کی تھی۔ قید کے چار سالہ عرصہ میں بھی آپ نے تبلیغ کا کام جاری رکھا۔ آپ کی ایک دلچسپ اور ایمان افروز رپورٹ کا یہاں ذکر کرنا مناسب ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''ایطالیہ کے حالات کے پیش نظر سسلی کے علاقہ میں تبلیغ احمدیت کی غرض سے ان ہر دو مجاہدین (ماسٹر محمد ابراہیم صاحب خلیل اور مولوی محمد عثمان صاحب فاضل) کو Messina کے شہر بھیجا تا اس حصہ زمین کے ان انسانوں تک یہ پیغام پہنچایا جا سکے جو ایک وقت میں مسلمان تھے۔ اور پالیرمو (Palermo) نامی شہر اسلامی تہذیب کا مرکز تھا...... Messina شہر کے دورہ کے موقعہ پر جبکہ وہاں کی مقامی حکومت نے ہر دو مبلغین کو 24 گھنٹوں کے اندر ملک چھوڑ دینے کا حکم دے دیا تھا۔ مقامی بالائی حکام سے مل کر اور انہیں گزشتہ اسلامی شوکت اور شان کی یاد دلا کر اور ان کے اس رنگ میں اپنے ساتھ رشتہ کے تصور کے نتیجہ میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے حکم کی تنسیخ کے کام میں کامیابی ہوگئی۔ اس موقعہ پر دو ایمان افروز واقعات قابل ذکر ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ مسینہ (Messina) کی بندرگاہ کے قریب ایک پرانے زمانے کی یادگار کے سامنے جو ایک مسجد سے مشابہت رکھتی تھی میں نے کھڑے ہو کر اسلامی دور کی یاد تازہ کرتے ہوئے سوز و گداز سے دعا کی تو ایک بھاری مجمع کو وہاں پر کھڑے پایا۔ میں نے ایطالوی زبان میں ہی حاضرین سے پوچھا کہ یہ کیا یادگار ہے تو انہوں نے بتایا کہ یہ پرانے زمانے کی ایک مسجد ہے۔ اس پر رقت کے ساتھ میں نے حاضرین کو بتایا کہ وہ دور ایک مبارک دور تھا۔ اور آپ میں سے غالباً اب کسی کو بھی یاد نہیں کہ آپ کے آباءواجداد مسلمان تھے۔ کاش آپ میں سے کوئی ایک ہی اس زمانہ کی یاد تازہ کر کے اسلام کی طرف متوجہ ہو؟ اس پر ایک نوجوان آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ میں اس بات کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ اسے سلسلہ کے عقائد اور اسلام کی ترقی کے حالات سے واقف کیا گیا تو اس نے اسلام قبول کر کے اپنا نام ''محمود'' رکھنا پسند کیا۔ دوسرے نوجوانوں پر اس کا گہرا اثر تھا اور اس نوجوان کے ذریعہ وہاں پر ہماری تبلیغ کے انتظامات ہوتے رہے۔

دوسرا واقعہ یہ کہ ہم Messina شہر کی میونسپل کمیٹی کے قریب پہنچے تو وہاں پر ایک فوٹوگرافر ایک عجیب انداز میں ٹکٹکی لگائے کھڑا ہو گیا اور میرے بار بار اصرار پر کہ فوٹو لے لیں حرکت میں نہ آیا۔ آخر کار کہنے لگا۔ فوٹو بعد میں لے لیں گے۔ مجھے آپ سے کچھ دریافت کرنا ہے۔ عرصہ ہوا مَیں نے اور میری بوڑھی والدہ نے ایک ہی رات ایک ہی خواب دیکھی جس میں جلیل القدر انسان حاضرین سے مخاطب ہو کر اسلام کی خوبیاں بتا رہے تھے۔ آپ کے اردگرد اکثر اشخاص موجود تھے مگر ان میں سے دو کی شکلیں مجھے اچھی طرح یاد ہیں۔ ایک کا چہرہ گول اور موٹے نقش تھے اور دوسرے انسان کا چہرہ بہت نورانی تھا۔ اور ان ہر سہ اشخاص کے قریب چوتھے مقام پر آپ موجود تھے۔ باتوں باتوں میں اس جلیل القدر انسان نے آپ کی طرف اشارہ کر کے یہ کہا کہ اگر ایطالیہ میں آپ لوگوں کو اسلام سمجھنے کی ضرورت ہو تو اس شخص سے اپنا رابطہ قائم کر لیں۔ آپ چاہیں تو مَیں اپنی والدہ کو بھی یہیں بلا لیتا ہوں تا وہ بھی اس خواب کی تصدیق کر دیں۔ چنانچہ اسکی والدہ صاحبہ بھی وہیں پہنچ گئیں اور اس طریق پر اس نے بھی اسی بات کی تصدیق کی جو فوٹوگرافر صاحب نے بتائی تھی۔ مَیں نے سلسلہ کا البم کھول کر سب سے پہلے انہیں حضرت مسیح موعودؑ کا فوٹو دکھایا جس کے بارہ میں انہوں نے بتایا کہ یہی وہ جلیل القدر انسان تھے۔ بعدازاں میں نے حضرت خلیفہ اولؓ کا فوٹو دکھایا تو اس بات کی تصدیق ہوئی کہ آپ ہی گول چہرے والے اور موٹے نقشوں والے ہیں۔ اس کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کی فوٹو دیکھ کر انہوں نے بتایا کہ یہی وہ انسان ہیں جن کا چہرہ بہت نورانی تھا۔

بعدازاں جلد ہی اٹلی کا مشن بند کر دیا گیا اور ہر دو مجاہدین کو واپس مرکز میں بلا لیا گیا۔ گو مَیں نے بدستور اٹلی میں اپنی رہائش جاری رکھی۔ اور روزی کے ذرائع خود پیدا کر کے مشکل اور ناموافق حالات کے باوجود 1955ء تک فریضہ تبلیغ بجالاتا رہا۔"

بہرحال حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے 1924ء کے سفر اٹلی اور ہمارے ان ابتدائی مبلغین کے قیام اٹلی اور پھر 1973 میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ورود اٹلی کے بعد آج پھر ایک ساعت سعد اٹلی کے دروازوں پر اس انداز میں دستک دے رہی تھی کہ خدا کے مسیح کا پانچواں خلیفہ اہل اٹلی کو خدائے واحد و یگانہ کی طرف بلانے اور انہیں پیار کرنے والے رب کے ساتھ پیار کی تلقین کرنے ان کے پاس خود چل کر آ رہا تھا۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ کا قافلہ سپین اور فرانس سے ہوتا ہوا ہائی ویز A10، A8 اور A13 پر سفر کرتا ہوا دوپہر دو بجکر دس منٹ پر اطالوی شہر Jenova جسے امریکہ دریافت کرنے والے کرسٹوفر کولمبس کی جائے پیدائش بیان کیا جاتا ہے، کے قریبی قصبہ Sestri Levante کے پہاڑوں پر واقع Kontiki نام کے ایک ریستوران پر پہنچا جہاں جماعت اٹلی نے نمازوں اور دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ اڑھائی بجے حضرت صاحب نے اس ریستوران کے ایک ہال میں ظہر و عصر کی نمازیں پڑھائیں اور پھر اطالوی کھانا تناول فرمایا جسے جماعت نے ہوٹل والوں سے خصوصی طور پر تیار کروایا تھا۔ یہاں سے قافلہ سہ پہر 3 بجکر 45 منٹ پر جماعت احمدیہ اٹلی کے مشن ہاؤس ''بیت التوحید'' کی طرف روانہ ہوا جو کہ اٹلی کے صوبہ بلونیا (Bologna) کے ایک قصبہ San Pietro in Casale میں چند سال پہلے خریدا گیا تھا۔ اٹلی میں جماعت کا باقاعدہ قیام تو حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی اسلام کے احیائے نو کی تڑپ اور بے قرار دعاؤں اور ہمارے ابتدائی مبلغین کی مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں 1937ء سے ہو چکا ہے لیکن بعد کے نامساعد حالات اور جماعت کے محدود مالی وسائل کی وجہ سے اس کا تسلسل برقرار نہ رکھا جا سکا۔ اب گزشتہ چند سالوں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان سے ہجرت کر کے آنے والے ان مجبور اور مظلوم احمدی مخلصین نے اٹلی کے نقشہ پر جماعت کے نفوذ کے خوبصورت رنگ بھرنے شروع کئے ہیں جن میں سے اکثریت کا تعلق پاکستانی ضلع گجرات کے اس گاؤں سے ہے جسے چک سکندر کہتے ہیں اور جہاں حکومتی کارندوں کی موجودگی میں معصوم احمدیوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی تھی۔ خدا نے ان کی قربانیوں کو رائیگاں نہیں جانے دیا اور اسی دنیا میں اب انہیں اپنے فضل سے اپنی رضا اور خوشنودی کے صدقے کبھی نہ ختم ہونے والی جزا سے نواز رہا ہے۔ اور اس طرح سے وہاں جماعت بھی دن بدن پھل، پھول اور پھیل رہی ہے۔ اس وقت اٹلی میں ان پاکستانی احمدیوں کے علاوہ الجزائر، تیونس، مراکش، بنگلہ دیش اور غانا سے تعلق رکھنے والے احمدی بھی موجود ہیں جو اگرچہ ابھی تو تعداد میں بہت تھوڑے ہیں لیکن ان کے جوش و جذبے اور اخلاص کو دیکھ کر یہ امید کی جا سکتی ہے کہ انشاء اللہ جلد ہی یہ لوگ آیت کریمہ کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً۔ کے مصداق اس خطۂ ارض پر غالب آنے والوں میں شمار ہونگے اور خدا کی تقدیر نے انہیں اسی مقصد کیلئے یہاں لا کر آباد کیا ہے۔

Med ہوٹل میں قیام

اٹلی کا ایک شہر جسے Est Parma کہتے ہیں وہاں 56 افراد پر مشتمل جماعت قائم ہے جن کا تعلق غانا سے ہے اور وہ سبھی اللہ کے فضل سے پیدائشی احمدی ہیں۔ اس شہر کے ایک پٹرول سٹیشن پر قافلہ بھی پٹرول لینے کیلئے چند منٹ رکا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ 6 بجکر 37 منٹ پر اپنے قافلہ کے ہمراہ Malalbergo قصبہ کے ایک ہوٹل Med میں ورود فرما ہوئے جہاں جماعت نے رہائش کا انتظام کیا ہوا تھا۔ اس ہوٹل کے مالک دو اٹالین ہیں۔ ایک کا نام Eugenio Vacca ہے جبکہ دوسرے کا نام Luigi Rosignoli ہے۔

اگر چہ ان دونوں نے ہی ہمارے ساتھ بہت تعاون کیا لیکن ان میں سے Eugenio Vacca (ایوجین یوواکا) نے بذات خود بہت محنت کی اور ہر لحاظ سے ہمارے ساتھ تعاون کیا۔ انتظامات کے دوران ایک موقعہ ایسا آیا کہ جماعتی منتظمین نے جب انہیں کمروں کی سیٹنگ اور وہاں بعض ضروری چیزیں رکھنے کے لئے کہا تو یہ کچھ تنگ پڑے اور کہا کہ میں تو آپ کے مطالبوں سے 'نکوں نک' آ گیا ہوں لیکن جب منتظمین نے انہیں ایم ٹی اے کا کنکشن لگواتے ہوئے یہ کہا کہ آئیں ہم آپ کو دکھاتے ہیں کہ آپ کے پاس کون سا مبارک ومقدس وجود مہمان بن کر آ رہا ہے تو وہ حضور انور ایدہ اللہ کی پرنور وجیہ شخصیت کو دیکھ کر اتنا متاثر ہوئے کہ پھر خود ہی کبھی کسی چیز کو تو کبھی کسی چیز کو اٹھا کر کہتے کہ یہ ان کے شایان شان نہیں۔ یہ بھی بدلنی چاہئے اور وہ بھی بدلنی چاہئے حتی کہ ڈائننگ ٹیبل کے بارہ میں بھی کہنے لگے کہ یہ بھی ان کے لئے مناسب نہیں۔ اسے بھی بدلنا ہے اور پھر خود ہی بازار جا کر نئی ڈائننگ ٹیبل بھی لے آئے۔ انہوں نے حضور کی تشریف آوری سے قبل اٹلی کے ہمارے نیشنل صدر محترم عبدالفاطر ملک صاحب سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ حضور کی آمد پر انہیں حضور کو خوش آمدید کہنے کی اجازت دی جائے اور یہ کہ حضور انور ان کے سر پر دست شفقت رکھ کر ان کے حق میں دعا فرمائیں۔ چنانچہ جب قافلہ ہوٹل سے ابھی پچاس کلومیٹر کے لگ بھگ دوری پر تھا تو محترم ملک صاحب نے فون پر انہیں اطلاع دی کہ ہم تقریباً آدھے گھنٹے تک ہوٹل پہنچ جائیں گے۔ اس موقعہ پر آپ محترم رانا نصیر احمد صاحب (جو کہ حضور انور کے دورہ کے انتظامات کے انچارج تھے) اور مکرم نصیر احمد صاحب (صدر جماعت احمدیہ Bologna) کے ساتھ حضور انور کا استقبال کریں اور میں اس وقت آپ کی یہ خواہش بھی حضور کی خدمت میں عرض کردوں گا کہ حضور ان کے سر پر اپنا دست شفقت رکھ کر ان کے حق میں خیر وبرکت کی دعا کریں تو انہوں نے کہا کہ آپ کی یہ بات سن کر میں اپنے جذبات پر قابو نہیں پا رہا۔ مجھے اب آپ مزید کچھ نہ کہیں۔ میں بھلا اس لائق کہاں لیکن میں ان کے استقبال کیلئے بہر حال تیار ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ کی ہوٹل میں آمد پر محترم ملک صاحب نے جب ان کا تعارف کرواتے ہوئے حضور انور کی خدمت میں ان کی اس خواہش کا ذکر کیا تو حضور انور نے فرمایا کہ یہ کام تو ہوٹل سے روانگی پر بھی ہوسکتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی آپ نے نہایت شفقت سے ان صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دعا دی کہ خدا آپ پر اپنا فضل نازل فرمائے۔ اس موقعہ پر ان کے چہرے پر خوشی کے جو جذبات نظر آ رہے تھے ان کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ اس کے بعد جب بھی حضور انور ایدہ اللہ ہوٹل سے کہیں جاتے یا واپس تشریف لاتے تو یہ صاحب ہمیشہ دروازے پر حضور کے استقبال کے لئے موجود ہوتے۔ ایک شام حضور کی تشریف آوری پر یہ دروازے سے کچھ فاصلے پر کھڑے تھے جس کی وجہ سے حضور انور کی نظر ان پر نہ پڑی تو حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آج وہ صاحب کدھر ہیں؟ اس پر یہ فوراً دوڑ کر آئے اور حضور انور سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ بارک اللہ لھم۔

Med ہوٹل پہنچ کر حضور نے ان کمروں کا معائنہ کیا جہاں حضور انور اور فیملی کی رہائش کا انتظام تھا۔

بیت التوحید میں حضور انور کا والہانہ استقبال

ہوٹل پہنچنے کے کچھ ہی دیر بعد حضور انور ایدہ اللہ مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھانے کے لئے جماعت احمدیہ اٹلی کے مشن ہاؤس ''بیت التوحید'' میں تشریف لے گئے جہاں احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد استقبال کے لئے جمع تھی اور خوشی وانبساط کے عالم میں حمدیہ نظمیں اور دعائیہ ترانے پڑھ رہے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ناصرات کے ترانوں کو ٹھہر کر خاص توجہ سے سنا۔ ان سے تھوڑا آگے عرب احمدی دیدہ ودل فرشِ راہ کئے کھڑے تھے اور بڑے ہی جذب کی کیفیت میں ڈوب کر نہایت خوش الحانی سے ''انی معک یا مسرور'' کے الہام کا ورد کر رہے تھے اور اس الہام کو پیش نظر رکھ کر فلسطین کے ایک عرب احمدی نے جو نظم لکھی ہے وہ پرجوش ترنم کے ساتھ پڑھ رہے تھے۔ وفور جذبات میں انہوں نے جب مصافحہ کی خواہش کے ساتھ آگے بڑھنا چاہا تو حفاظتی عملے نے انہیں احتیاطاً روکنے کی کوشش کی لیکن حضور انور ایدہ اللہ بنفس نفیس ان کی طرف بڑھے اور انہیں شرف مصافحہ بخشا تو اس حسن واحسان پر بے اختیار ان سب کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔ سبحان اللہ۔ اللہ اکبر۔

اس موقعہ پر ہمارے غانین احمدیوں نے بھی اپنے مخصوص انداز میں درود وسلام پر مشتمل دعائیہ کلمات دہرانے کے ساتھ ایک عجیب پُرسرور کیفیت والی فضا بنا دی۔ اس کے بعد حضور اقدس نمازوں کیلئے Marquee میں تشریف لے گئے اور کچھ توقف کے بعد دریافت فرمایا کہ کیا یہ سب دوست یہاں کے ہی ہیں یا دوسرے ملکوں سے بھی آئے ہوئے ہیں؟ اس پر مکرم صداقت احمد صاحب (مربی سلسلہ) نے بتایا کہ حضور یہ اٹلی کے مختلف شہروں سے آئے ہوئے دوست ہیں اور یہ کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اٹلی کی تجنید اب 445 افراد تک پہنچ چکی ہے۔ الحمدللہ۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ ہوٹل Med کی طرف تشریف لے گئے۔

14 اپریل 2010ء

بروز بدھ کو دن کے پہلے وقت تو حضور انور ایدہ اللہ اپنے کمرہ میں ہی تشریف فرما رہے اور دفتری امور میں مصروف وقت گزارا۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

شام کو 5:00 بجے آپ ''بیت التوحید'' تشریف لے گئے۔ پہلے نماز ظہر وعصر پڑھائیں اور پھر اپنے دفتر تشریف لے گئے جہاں شام 7:00 بجے تک آپ نے 109 مرد وخواتین اور بچوں کو ملاقات کا شرف بخشا۔ جب حضور ملاقاتوں کے لئے تشریف لائے تو مشن ہاؤس کے ساتھ والی پراپرٹی کے ہال کے نزدیک کار پارک کی گئی۔ مشن ہاؤس کی طرف جاتے ہوئے محترم فاطر ملک صاحب نے عرض کی کہ یہ ہال ان دنوں کے لئے ہم نے کرایہ پر لیا ہوا ہے تو حضور نے دریافت فرمایا کیا اس کا مالک یہ پراپرٹی نہیں بیچتا؟ انہوں نے بتایا کہ جی حضور بیچتا ہے۔ حضور نے پوچھا کتنا احاطہ ہے اور قیمت کیا ہے؟ عرض کی کہ اس سے پوچھا تو ہے لیکن ابھی تک اس نے کچھ بتایا نہیں۔ اس کے علاوہ آخری گھر والی فیملی بھی اپنا گھر بیچنا چاہتی ہے۔

پھر حضور پرنور نے دریافت فرمایا کہ کیا یہاں جمعہ ہوتا ہے؟ محترم صدر صاحب نے بتایا کہ باقاعدگی سے ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ کتنی حاضری ہوجاتی ہے؟ تو انہوں نے عرض کی کہ بیس سے تیس تک ہوجاتی ہے۔ اس پر حضور نے پوچھا کہ امامت کون کرواتا ہے؟ محترم ملک صاحب نے عرض کی کہ مکرم انور صاحب اگر یہاں ہوں تو وہ پڑھاتے ہیں ورنہ مکرم آصف وڑائچ صاحب یا پھر کوئی اور دوست پڑھا دیتے ہیں۔

آج ملاقات کرنے والوں میں مراکش، الجزائر، اور مصر کے نو مبائعین بھی شامل تھے جن کے خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کے ساتھ پیار ومحبت کے انداز ہمیشہ کی طرح سب سے نرالے اور فدائیت کے جذبہ سے معمور تھے۔ ان عرب دوستوں سے ملاقات کے دوران عموماً حضور یہ دریافت فرماتے کہ کب بیعت کی ہے اور کیا جماعت احمدیہ کے عقائد کے بارہ میں پوری تسلی کر لی ہے؟ نیز پوچھتے کہ کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں؟ پھر ہر عرب دوست کو الیس اللہ بکافٍ عبدہ والی انگوٹھی پہلے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی انگوٹھی سے مَس کر کے اور پھر اپنی انگلی میں پہن کر عطا فرماتے۔ یوں تو اکثر عرب دوست ملاقات کے دوران اشکبار ہوجاتے لیکن جب انگوٹھی ملتی تو پھر کئی دوست جذبات سے مغلوب ہو کر رو ہی پڑتے اور بار بار حضور انور کے دست مبارک کو بوسہ دیتے، چومتے اور آنکھوں سے لگاتے۔ ایک دوست جو کہ تیونس کے رہنے والے ہیں۔ وہ ملاقات کے لئے تین چار دوستوں کے ایک گروپ میں شامل تھے۔ ملاقات کے لئے کرسی پر بیٹھے تو اپنا سر حضور کی ٹیبل پر رکھ کر مسلسل روتے رہے۔ اسی حالت میں انہوں نے اپنی ملاقات کا تقریباً سارا وقت گزار دیا اور مشکل سے ہی حضور انور کے سوالوں کا کوئی جواب دے سکے۔

استقبالیہ تقریب

آج جماعت کی طرف سے حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام بھی کیا گیا تھا جس میں San pietro in casale کے مئیر کے علاوہ اردگرد کے نزدیکی علاقوں کے مئیرز اور کونسلرز تشریف لائے ہوئے تھے۔ یہ تقریب ساڑھے سات بجے شروع ہو کر رات نو بجے کے بعد تک جاری رہی۔

تلاوت قرآن کریم سے اس کا آغاز ہوا جو مرکزی بنگلہ ڈیسک لندن کے انچارج مکرم فیروز عالم صاحب نے کی۔ اس کے بعد مکرم عبدالفاطر ملک صاحب (نیشنل صدر جماعت اٹلی) نے معزز مہمانوں کے سامنے جماعت اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا تعارف پیش کیا اور بتایا کہ ہر مذہب آخری زمانہ میں جس مسیحا کی آمد کا منتظر تھا وہ مسیح ہمارے نزدیک حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے وجود میں ظاہر ہو چکے ہیں اور آج ان کے پانچویں خلیفہ ہمارے درمیان موجود ہیں اور اس وقت اٹلی کے تاریخی دورہ پر یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔

محترم صدر صاحب کے تعارفی کلمات کے بعد san pietro in casale کے مئیر جناب Roberto Bruneli نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ انہوں نے حضور انور ایدہُ اللہ کو san pietro in casale تشریف لانے پر خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ وہ جماعت کے مفاہمانہ طرز عمل اور شرافت کے معترف ہیں۔ اس تقریب میں تین مئیرز اور درجن بھر کونسلرز کے علاوہ نیشنل پولیس فورس (Carabineri) کے تین اور Polizia Municipale کے دو باوردی اہلکار بھی شامل ہوئے۔ ان کے علاوہ کئی سماجی اور سیاسی وابستگیاں رکھنے والے افرد بھی تشریف لائے۔ San Pietro کے مئیر نے حضور انور کی خدمت میں ایک تحفہ بھی پیش کیا۔ ان کے بعد راوینہ (Ravenna) کی کونسل کے نمائندہ جناب Assesore Ilario Farabegoli نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ ''وہ Comune di Ravenna کے مئیر کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ آپ نے بھی حضور انور ایدہُ اللہ کو اٹلی آمد پر خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ ہمارے شہر کے ساتھ جماعت احمدیہ کا ایک گہرا اور قریبی تعلق ہے۔ جماعت احمدیہ اٹلی کا پہلا جلسہ سالانہ راوینہ میں ہی منعقد ہوا تھا اور مجھے بھی اس میں شرکت کی سعادت ملی تھی۔ اس کے علاوہ آپ کے ایک رکن ہماری کونسل کے منتخب کونسلر ہیں۔ ہم مذہبی آزادی اور رواداری کے قائل ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ ہماری کونسل نے حال ہی میں ایک مسجد کی منظوری بھی دی ہے۔ میں نے اکثر آپ کے جلسوں میں ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں'' کا موٹو آویزاں دیکھا ہے۔ اگر ہم سب اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں تو دنیا میں حقیقی امن قائم کیا جا سکتا ہے۔ Assesore نے حضور انور ایدہُ اللہ کی خدمت میں چاندی کی ایک شیلڈ پیش کی جو راوینہ شہر سے متعلق تھی۔ اس شیلڈ میں تاریخی مقامات کے ماڈل کے نیچے یہ الفاظ تحریر تھے

''His holliness حضرت میرزا مسرور احمد کی خدمت میں Assesore Ilario Farabegoli
Comune di Ravenna 14/04/2010

بعدازاں راوینہ کے ایک ڈسٹرکٹ Roncalceci کے صدر جناب Gianfranco Moschini نے خطاب کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے ساتھ اپنے خیرسگالی کا اظہار کیا اور بتایا کہ آپ کی جماعت کے رکن مکرم توصیف احمد قمر صاحب ہمارے علاقہ کے منتخب کونسلر ہیں۔ میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے جماعت سے متعارف کرایا اور اس تقریب میں مدعو کیا۔ جناب Gianfranco Moschini نے حضور کی خدمت میں ایک سنہری شیلڈ پیش کی جو سونے کے پانی سے تیار کی گئی تھی اور اس پر تحریر تھا۔

His holliness امن کے سفیر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس میرزا مسرور احمد کو اٹلی میں خوش آمدید۔

Gianfranco Moschini
presidente Circoscrizione
Roncalceci -Comune di Ravenna
14/04/2010

استقبالیہ تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطاب

فرمایا جو کہ انگریزی زبان میں تھا۔محترم عبدالفاطر ملک صاحب (نیشنل صدر جماعت اٹلی) کو ساتھ کے ساتھ اس کا اطالوی زبان میں رواں ترجمہ کرنے کی توفیق ملی۔

تشہد و تعوذ کے بعد حضور نے فرمایا: میں تمام معزز حاضرین کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں جو ہماری دعوت پر یہاں تشریف لائے ہیں۔یہ آپ کی فراخ دلی کا ثبوت ہے، خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ اسلام کے خلاف مہم اور نفرت کا دور دورہ ہے اور مخالفین اسلام کو ایک انتہا پسند مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں۔دنیا میں مذاہب بہت ہیں۔ان میں محض اسلام کو کیوں نشانہ بنایا جاتا ہے، اس بارے میں میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

اگر دیانتداری سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اسلام کی ابتدا میں ہی اسلام دشمنی کا دور شروع ہوگیا تھا تاہم اب بعض مسلمان انتہا پسندوں نے بھی جانتے ہوئے یا انجانے میں اسلام کے حسین چہرہ کو داغدار کیا ہے۔کسی مذہب کی اگر خوبصورتی دیکھنی ہو تو اس کی مذہبی کتاب کو دیکھیں ورنہ اگر مخالف کی بات پر ہی فیصلہ کیا جائے تو دیکھیں کہ بائبل کی تعلیم ہے کہ اگر کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی آگے کر دو۔لیکن امریکہ اور دیگر ممالک کا عراق اور دوسرے ممالک میں جو سلوک ہے اسے ہم انصاف پسندانہ نہیں کہہ سکتے۔برطانیہ میں ایک پبلک انکوائری ہوئی ہے۔ججوں اور سول سوسائٹی کی رائے پر مبنی اس انکوائری میں بتایا گیا ہے کہ عراق پر حملہ سراسر ظلم ہے لیکن اس کے لئے بائبل کو ذمہ دار نہیں قرار دیا جا سکتا۔

اسی طرح اگر اسلامی تعلیم کو جاننا مقصود ہو تو قرآن کو دیکھیں نہ کہ بعض مسلمان فرقوں کے طرزِ عمل کو۔ احمدیہ مسلم جماعت کا موقف یہ ہے کہ قرآن اور اسلام انصاف اور امن کی تعلیم دیتے ہیں اور آج اسی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کی ضرورت ہے۔اور اس تعلیم اور سنت رسول کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقی اسلامی تعلیم پیش فرمائی ہے۔سورۃ المائدہ آیت 33 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص بلاوجہ کسی شخص کو قتل کرتا ہے گویا اس نے تمام انسانیت کا قتل کر دیا۔پس غیر قانونی قتل اور خون کرنا ساری نسل انسانی کے قتل کے مترادف ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ جو شخص ایسے فعل کا مرتکب ہوتا ہے وہ خلافِ اسلام کام کرتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے مزید فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام شدت پسندی کی تعلیم دیتا ہے۔حالانکہ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ اگر کوئی ایک انسان کو بلا جواز نقصان پہنچاتا ہے تو گویا وہ ساری دنیا کا امن برباد کرتا ہے۔آپ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ انسانیت کے حقیقی علمبردار تھے۔آپ کی مکی زندگی کا جائزہ لیں تو تیرہ سالہ مکی زندگی گواہ ہے کہ مشرکین مکہ نے تمام تر ظلم کیے۔مکہ سے نکالا اور ہجرت پر مجبور کیا۔مگر آپ ﷺ کو جب بھی موقعہ ملتا آپ ان کیلئے دعا کرتے اور فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتے۔ایک دفعہ سخت قحط سالی تھی لوگ مر رہے تھے۔اس حال میں ابوسفیان آپ ﷺ کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتا ہے تو آنحضور ﷺ بلاتوقف اپنے بدترین دشمنوں کے واسطے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیتے ہیں۔جس کے نتیجہ میں بارش ہوتی ہے اور قحط سالی دور ہو جاتی ہے۔لیکن جب خوشحالی آتی ہے تو وہ لوگ پھر دشمنی اور شرارتوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔آنحضور ﷺ جیسے اخلاق حمیدہ رکھنے والے شخص کے لئے کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ انتہا پسندی اور تخریب کاری کی تعلیم دیتے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے سورہ بقرہ کی آیت نمبر 257 کی روشنی میں اسلامی تعلیم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مذہب میں جبر جائز نہیں ہے۔اس کی مثال کے طور پر حضور انور نے حضرت عمرؓ کے ایک غلام کا ذکر فرمایا جو خود کہتا تھا کہ عمرؓ مجھے اسلامی تعلیم کے بارے میں تو سمجھاتے تھے لیکن آپ نے کبھی بھی مجھے قبول اسلام پر مجبور نہیں کیا۔ بلکہ حضرت عمرؓ خود فرماتے تھے کہ لَااِکْرَاہ فِی الدِّین۔آپؓ نے اپنے انتقال سے پہلے اس غلام کو آزاد کر دیا اور یہ اسلام اور قرآن کی تعلیم کا ہی نتیجہ تھا۔کون کہہ سکتا ہے کہ یہ زبردستی کی تعلیم ہے یا یہ تعلیم امن کے خلاف ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ دشمن نے کہاں سے سنا ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ لَااِکْرَاہ فِی الدِّین۔ اب سوال یہ ہے کہ جن کو جبراً مسلمان بنایا گیا ہو کیا وہ اتنی قربانی دے سکتے ہیں کہ جنگ کے دوران چند مسلمان کئی ہزار کے مقابلے پر کھڑے ہو جائیں۔ نہیں بلکہ جن کے دل ایمان کے نور سے پُر ہوں صرف وہی یہ قربانی دے سکتے ہیں۔اسلام ایمان کی آزادی اور ضمیر کی آزادی کی جو تعلیم دیتا ہے اس بارے میں ایک حدیث پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ دشمن کی شکست کے باوجود اس کے احساس شکست کو دور کرنے کے لئے آپ نے فرمایا کہ تمہاری دشمنی کے باوجود میں ان اصولوں کو ترک نہیں کر سکتا جن کے لئے میں جنگ کر رہا ہوں۔اور پھر فرمایا کہ تم پر کوئی گرفت نہیں۔جاؤ تم سب آزاد ہو۔ ہر آزادی تمہیں حاصل ہے۔آپ نے ذمیّوں سے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول تمہیں امن کی یقین دہانی کراتے ہیں۔حضور انور نے اس موقع پر سورۃ مائدہ کی آیت 9 کا ترجمہ پڑھ کر فرمایا کہ اس آیت کے مطابق بھی اسلام مذہبی معاملات میں مداخلت کی اجازت نہیں دیتا بلکہ ہر شخص کو ضمیر کی آزادی دی گئی ہے۔

اس واضح تعلیم کے بعد سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر جہاد کیا ہے جو آج ہر شخص کی زبان پر ہے اور جس کے حوالہ سے مسلمانوں کو جنگجو قرار دیا جاتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جس زمانہ میں یہ جنگیں لڑی گئی تھیں اس زمانہ کا تجزیہ کریں ورنہ انصاف نہیں ہوگا۔

اسی بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے مکہ میں دشمنوں کے ہاتھوں کافی سختی کا سامنا کیا اور ظلم سہے۔ تیرہ سالوں تک ایسے دردناک حالات کا سامنا کیا کہ محض ان کے تصور سے ہی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔آپ کے بہت سے اصحاب اور قریبی مارے گئے، زہر دیئے گئے۔منشاء الٰہی کے مطابق انہوں نے ہجرت کی لیکن دشمن نے پیچھا نہ چھوڑا۔جب ظلم کی انتہا ہوگئی اور اسلام کے مٹ جانے کا خطرہ پیدا ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے دفاع میں ہتھیار اٹھانے کی اجازت دی۔اصل میں وہ لوگ اور ان کے مددگار ظلم کی وجہ سے قابل سزا ٹھہرے۔بے انتہا ظلم کے باوجود جب مکہ فتح ہوا تو آپ نے سب کو معاف کر دیا۔

دفاع کی تعلیم کے باوجود قرآن کی مستقل تعلیم یہ ہے کہ حد سے تجاوز نہیں کرنا۔چنانچہ سورۃ بقرہ آیت نمبر 194 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنگ کرو جب تک فتنہ ختم نہ ہو جائے۔فرمایا: اگر وہ باز آجائیں تو پھر تم بھی رک جاؤ کیونکہ تمہارا مقصد امن کا قیام ہے۔جو ظلم کرتے ہیں ان کے سوا کسی کے خلاف ہتھیار نہیں اٹھانا۔

جنگ سے قبل آنحضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہیں کرنا۔کسی کا مثلہ نہیں کرنا یعنی اس کے جسم کے اعضاء کو نہیں کاٹنا۔کسی راہب کو قتل نہیں کرنا اور کسی عبادت گاہ پر حملہ نہیں کرنا، اور نہ ہی اسے جلانا ہے۔اور کسی پھلدار درخت کو نہیں کاٹنا۔ہمارے آقا و مولا آنحضرت ﷺ فتح کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ کسی زخمی کو قتل نہیں کرنا۔جان بچا کر بھاگتے دشمن کا پیچھا نہیں کرنا۔اور قیدیوں سے حسن سلوک سے پیش آنا ہے۔کیا کوئی خونی اور تشدد پسند ایسی اعلیٰ تعلیم دے سکتا ہے؟

پس میری آپ سے درخواست ہے کہ چند انتہا پسندوں کی وجہ سے اسلام کو ملزم نہ قرار دیں۔حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میری ان باتوں کو آگے لوگوں تک بھی پہنچائیں تاکہ دنیا میں امن اور سلامتی پیدا ہو اور دنیا تباہی سے بچ جائے۔آخر پر آپ نے ایک دفعہ پھر تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔حضور کے خطاب کے بعد حاضرین نے اپنے روایتی انداز میں بھرپور تالیاں بجا کر حضور انور کے خطاب کا پرجوش خیر مقدم کیا۔

اس کے بعد آپ نے دعا کروائی اور دعا کے بعد معزز مہمانوں کی کھانے سے تواضع کی گئی۔کھانے کے دوران تو San Pietro in Casale کے میئر Mr Poberto کے ساتھ حضور انور کی مختصر سی گفتگو ہوئی لیکن انہوں نے دوسروں کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کو گفتگو کرتے ہوئے دیکھ کر ہمارے نیشنل صدر صاحب سے کہا کہ آپ کے حضور اتنا بلند مرتبہ رکھنے کے باوجود ایک نہایت خوش اخلاق شخصیت کے مالک انسان ہیں۔

کھانے کے دوران مشن ہاؤس کے بارہ میں بھی میئر سے بات ہوئی تو میئر نے کہا کہ اس جگہ پر جماعت احمدیہ کی activities پر ان کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ انہوں نے مشن کے لیے اجازت وغیرہ کے سارے طریق میں جماعت احمدیہ اٹلی کی approach کو سراہا اور جماعت کے قانون اور اصول کے مطابق چلنے کی روایت کو پسند کیا۔حضور انور نے ان کو بتایا کہ ہم ہمیشہ قانون کے مطابق چلنے والے لوگ ہیں اور اس بات کی گواہی دنیا میں 190 سے زیادہ ملک دیتے ہیں جہاں جماعت احمدیہ قائم ہے۔ نیز حضور نے فرمایا کہ ہماری جماعت کی تعلیم یہ ہے کہ جس ملک میں رہیں وہاں کی حکومت کی فرمانبرداری میں رہیں۔

ہمارے مشن ہاؤس کے نزدیکی شہر Galliera کی میئر (جو کہ ایک خاتون ہیں) کی طرف سے محترم صدر صاحب کو e.mail کے ذریعہ استقبالیہ تقریب سے پہلے یہ پیغام ملا کہ ان کی کونسل کی اسی شام اور اسی وقت ایک میٹنگ ہے جس کی وجہ سے وہ اس تقریب میں شامل نہیں ہوسکیں گی۔لیکن بعد میں انہوں نے خود ہی محض اس لئے اپنی میٹنگ کو ملتوی کر دیا تاکہ ہمارے ڈنر میں شامل ہوسکیں۔

کھانے کے بعد حضور انور مہمانوں کا شکریہ ادا کرنے کے لیے ہر table پر تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے اچھی طرح کھانا کھایا ہے؟ اس دوران حضور انور سے حاضرین کا تعارف بھی کروایا گیا۔آپ تھوڑی دیر کے لئے ہر ایک کے پاس رکتے، حال احوال دریافت فرماتے اور مہمانوں سے مختصر بات چیت بھی فرماتے۔اس دوران حضور انور نے فرمایا کہ مہمانوں میں عورتوں کی کافی تعداد ہے۔ اس پر San Pietro in Casale کے میئر نے بتایا کہ ان کی کونسل میں Majority party میں کل گیارہ کونسلرز میں سے سات کونسلر عورتیں ہیں اور ان میں بھی زیادہ تر young عمر کی ہیں۔حضور انور نے فرمایا کہ یہ ایک اچھی بات ہے۔ اس لیے کہ جہاں عورتیں ذمہ داری کی پوزیشن میں ہوں وہاں ترقی بہت تیزی سے ہوتی ہے۔عورتیں زیادہ اچھا کام کرتی ہیں۔ترقی کرنی ہے تو ان کو خدمت کا موقعہ دیں۔

اس تقریب کے مہمانوں میں وہ آرکیٹیکٹ اور انکا بیٹا بھی شامل تھے جنہوں نے ہمارے مشن ہاؤس کی اجازت وغیرہ کے لیے جماعت کی پیروی کی تھی۔حضور نے ان کے بیٹے کے ساتھ تعارف ہونے پر دریافت فرمایا کہ کیا یہ بھی آرکیٹیکٹ ہیں؟ اس پر آرکیٹیکٹ صاحب نے کہا کہ ظاہر ہے ایک آرکیٹیکٹ نے آرکیٹیکٹ ہی پیدا کرنا تھا۔ اس پر حضور بہت محظوظ ہوئے۔

اس عشائیہ کے دوران حضور انور کے خطاب کو بہت سراہا گیا۔مہمانوں کا یہ تاثر تھا کہ حضور کے خطاب کا یہ پیغام نہایت واضح ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔حضور انور نے ان کے ان تاثرات کو سن کر محترم صدر صاحب کو ہدایت فرمائی کہ MTA کی ریکارڈنگ سے اس خطاب کا پورا متن لے کر اس کا ترجمہ کیا جائے اور اس کو بطور پمفلٹ شائع کیا جائے اور اس ڈنر میں شامل ہونے والے لوگوں کو خاص طور پر اس کی کاپی بھجوائی جائے۔

اس تقریب کے بعد جب San Pietro in Casale کے میئر اور ان کی سیکرٹری سے محترم نیشنل صدر صاحب کی بات ہوئی تو انہوں نے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہ پروگرام "Bellissimo" رہا جس کا مطلب ہے کہ یہ ایک نہایت ہی خوبصورت پروگرام تھا نیز جماعت احمدیہ کی میزبانی کو انہوں نے "squisito" یعنی نہایت عمدہ قرار دیا۔

استقبالیہ تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے ساڑھے نو بجے مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھائیں اور پھر واپس اپنے ہوٹل تشریف لے گئے۔

15 اپریل 2010ء

بروز جمعرات کو پہلا وقت حضرت صاحب نے ہوٹل میں ہی مختلف دفتری مصروفیات میں گزارا اور شام 5 بجکر 30 منٹ پر آپ نے مشن ہاؤس ''بیت التوحید'' میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر پڑھائیں۔

تقریب آمین

نمازوں کی ادائیگی کے بعد اٹلی کی مختلف جماعتوں کے قرآن کریم کا دور مکمل کرنے والے بچوں اور بچیوں کی تقریب آمین منعقد ہوئی۔ حضور پرنور نے ان سے قرآن کریم کے مختلف حصے سنے اور آخر پر دعا کروائی۔ جن خوش نصیب بچوں کو قرآن کریم سنانے کی سعادت ملی ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

1۔ عزیزم سمیع اللہ احمد ابن مکرم اشفاق احمد صاحب آف بلونیہ
2۔ عزیزم یمان بن شاہد ابن مکرم شاہد خلیل صاحب آف راوینہ
3۔ عزیزم عطاء الصبور ابن مکرم اصغر علی صاحب آف روم
4۔ عزیزم عمران احمد ظفر ابن مکرم ظفر اقبال صاحب آف بلونیہ
5۔ عزیزہ رافعہ افضل بنت مکرم محمد افضل صاحب آف روم
6۔ عزیزہ ہالہ زینب بنت مکرم آفتاب احمد صاحب آف راوینہ
7۔ عزیزہ تابندہ قمر بنت مکرم توصیف احمد قمر صاحب آف راوینہ
8۔ عزیزہ تہنیت قمر بنت مکرم توصیف احمد قمر صاحب آف راوینہ
9۔ عزیزہ ایمن رحمان بنت مکرم طاہر احمد چودھری صاحب آف بریشیا

ملاقاتیں

تقریب آمین کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ملاقاتوں کے لئے دفتر تشریف لائے۔ اور 27 فیملیز کے 117 افراد نے آپ سے ملاقات کی سعادت پائی۔ اسی طرح 39 افراد نے بھی 8 گروپس کی صورت میں اپنے آقا سے ملاقات کر کے دل کی پیاس بجھانے کی کوشش کی اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔

مشن کے آرکیٹیکٹ کی حضور انور سے ملاقات

آج کی ملاقاتوں کے دوران ہمارے مشن کے آرکیٹیکٹ Mr. Persi خصوصی طور پر ملاقات کا وقت لے کر حضور پرنور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ان کے ہمراہ ان کا بیٹا بھی تھا۔ انہوں نے جماعت احمدیہ اٹلی کے مشن ہاؤس ''بیت التوحید'' کی خرید کے وقت لوکل کونسل سے اجازتیں وغیرہ لینے کی کارروائی میں اپنی ماہرانہ خدمات بھی مہیا کی تھیں اور اس کے بعد جب مشن ہاؤس کے خلاف ایک مخالف ہو اچلی تو اس دوران بھی انہوں نے جماعت کی قانونی اور Technical پوزیشن کی وضاحت کر کے ہمارا دفاع کیا اور ہر جگہ ہمارا ہر ممکنہ ساتھ دیا۔ ان کی دیرینہ خواہش تھی کہ اگر کبھی حضور انور اٹلی تشریف لائیں تو کسی طرح انہیں بھی ملاقات کا شرف حاصل ہو جائے۔ چنانچہ ان کی آج کی یہ ملاقات اسی خواہش کے احترام میں تھی۔ ملاقات کے دوران انہوں نے حضور انور کو مشن ہاؤس کی Renovation کے پراجیکٹ کے بارہ میں بریف کیا۔ مشن ہاؤس کے سامنے جو زمین ہماری ملکیت ہے اس کا وہ کونہ جو کہ ایک چھوٹے سے قبرستان کے نزدیک ہے اس کے بارہ میں بھی بتایا کہ اپنے پراجیکٹ میں ہم نے وہاں ایک چھوٹا سا تالاب نما حصہ رکھا ہے جس کے اوپر پانی میں اگنے والے پودے لگائے جائیں گے۔ حضور نے پوچھا: کیا وہاں بچوں کے لئے ایک چھوٹا سا پارک اور play area بنایا جا سکتا ہے؟ تو آرکیٹیکٹ صاحب نے کہا کہ جی بن سکتا ہے؟ حضور نے فرمایا کہ پھر اس کو ذہن میں رکھیں لیکن اگر بنے تو مناسب احاطہ ہو۔ یونہی چھوٹا سانہ ہو۔ پھر حضور نے دریافت فرمایا کہ کیا یہاں مسجد بن سکتی ہے؟ آرکیٹیکٹ صاحب نے کہا کہ بن تو سکتی ہے لیکن اس کی اجازت وغیرہ کے لئے وقت لگے گا کیونکہ یہ زرعی علاقہ ہے اور اس کی designation تبدیل کروانی ہوگی۔ آرکیٹیکٹ صاحب نے کاغذ پر ایک ڈیزائین بنا کر دکھایا کہ ان کے ذہن میں مسجد کا کچھ اس طرح کا نقشہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر اس کے ساتھ ایک ہال ہو جو کہ جماعت کے احباب کے علاوہ لوکل کمیونٹی بھی استعمال کر سکے تو کیا ایسا ممکن ہے۔ آرکیٹیکٹ صاحب نے کہا کہ میرے ذہن میں بھی اسی قسم کا خیال تھا اور یوں لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہم دونوں سے مخاطب ہے۔ حضور ان کی اس بات پر مسکرا دیئے۔

پھر آرکیٹیکٹ صاحب نے کہا کہ میرے ذہن میں یہاں ایک لائبریری بنانے کا بھی خیال تھا۔ حضور نے ان کے اس خیال کو بھی پسند فرمایا۔ بعد ازاں حضور انور نے فرمایا کہ مشن ہاؤس کی Renovation کا پراجیکٹ تو ایک چھوٹا سا پراجیکٹ ہے۔ اصل پراجیکٹ تو مسجد بنوانے کا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں احساس ہے کہ اس کام پر وقت لگے گا لیکن آپ اس پر فوری کام شروع کر دیں اور اس کے لئے راستہ ہموار کرنے کی کوشش کریں۔ آرکیٹیکٹ صاحب نے کہا کہ میں فوراً میئر سے رابطہ کر کے اس بارہ میں بات کرونگا۔ آخر میں آرکیٹیکٹ صاحب اور ان کے بیٹے نے حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی اور رخصت کی اجازت چاہی۔

ملاقاتوں کے بعد 8 بجکر 15 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے لئے ہال میں تشریف لے گئے اور نمازیں پڑھانے کے بعد واپس ہوٹل تشریف لے آئے۔ (باقی آئندہ)

راضی خدا تھا ان سے

(کلام حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد (اصغر) رضی اللہ عنہ)

اے قوم احمدی تو ذرا غور سے تو دیکھ　　دینِ خدا کے واسطے تو نے ہے کیا کِیا
ہے دعویٰ وراثت اصحاب مصطفےٰ　　ان کی طرح بتا تو سہی تو نے کیا کِیا
کن کن مصیبتوں میں وہ ثابت قدم رہے　　کچھ یاد ہے تمہیں جو صحابہ نے تھا کِیا
چُھوٹا وطن عزیز چُھٹے ہمنشیں چُھٹے　　کفار نے ہر عیش کو ان کے فنا کِیا
لُوٹے گئے، شہید ہوئے، راہِ دیں میں　　سب جان و مال اپنا خدا پر فِدا کیا
پرکھا انہیں خدا نے ہزاروں طریق سے　　لیکن انہوں نے حقِ محبت ادا کِیا
پروانہ تھے وہ شمع صداقت کے واسطے　　فرحاں تھی روح گو تنِ خاکی جلا کِیا
ہر امتحان کے وقت وہ ثابت قدم رہے　　بڑھ بڑھ کے اپنی جاں کو قرباں سدا کِیا
راضی خدا تھا ان سے وہ اس کی رضا پہ خوش　　ان عاشقوں نے نفس کو ایسا فنا کِیا
اب اپنا اور ان کا تقابل ذرا کرو　　کیا کیا وہ کر گئے ہیں مگر تم نے کیا کِیا
وہ کتنے ملک ہیں جنہیں تبلیغ تم نے کی　　کتنے دلوں کو شرک سے تم نے رہا کِیا
اسلام کی اشاعتِ کامل کے فرض کو　　تمہی کہو کہ تم نے کہاں تک ادا کیا
کتنوں نے دین کے لئے دنیا نثار کی　　کتنوں نے جان و مال کو وقفِ خدا کِیا
جو مال دے گئے تھے مسیحِ محمدیؐ　　کس کس کو تم نے وہ زرِ خالص عطا کیا
حصہ لیا ہے تم نے جو تبلیغِ دین میں　　اعلان حق جو تم نے ببانگ درا کِیا

❁❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ: کفن مسیح کی مختصر کہانی از صفحہ 12

(2005 ریمنڈ راجر کے مطابق 2004ء میں جو مزید تحقیق ہوئی اس کے مطابق کفن ٹورین تین ہزار سال پرانا ہو سکتا ہے۔ یہ کپڑا 700 سال پرانا اس لئے نہیں ہو سکتا کہ اصل کپڑے کے نمونوں پر کیمیائی مادہ Vanillin کی موجودگی کے کوئی آثار نہ تھے۔ کپاس میں ایک مادہ Lignin ہوتا ہے جو لمبے عرصہ میں حرارت کے زیر اثر ایک دوسرے کیمیائی مادہ Vanillin میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس تبدیلی کو ایک لمبا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ یہ 700 سال کے عرصہ میں سارا مادہ تبدیلی کے عمل سے نہیں گزر سکتا۔ چونکہ اصل مادہ کپڑے پر نہیں پایا گیا وہ سارا دوسرے مادہ میں تبدیل ہو چکا ہوا ہے اس لئے کپڑے کی عمر سات سو سال بہر حال بہت زیادہ ہے۔

(ماخوذ از: Reporty by bruce johnston under the heading faithful heartened, by Turin Shroud Tests Veiled in Mystery, Sydney Moring Herald 20-30 january 2005)

پس اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا تعالیٰ خود ہی کسر صلیب کے انتظام کر رہا ہے۔ زخموں سے خون کا رِسنا اس بات کا ثبوت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیبی موت سے بچ گئے تھے۔ جب آپ کو چادر میں لپیٹا گیا اس وقت آپ کا خون منجمد نہ تھا بلکہ دل خون کو پمپ کر رہا تھا۔ بایں ہمہ صلیبی موت سے بچنے کی یہ کوئی واحد دلیل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت سے بہت سے ایسے انکشافات اس زمانہ میں ہوئے ہیں اور ہوتے جا رہے ہیں جو اس بات کو ثابت کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم الشان پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے ہو رہا ہے کہ مسیح موعودؑ جب آئے گا تو یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وہ صلیب کو توڑے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔ ''پس اس جگہ ہم بجز اس کے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ خدا کا ارادہ تھا کہ وہ چمکتا ہوا حربہ اور وہ حقیقت نما برہان کہ جو صلیبی اعتقاد کا خاتمہ کر سکے اس کی نسبت ابتدا سے یہی مقدر تھا کہ مسیح موعود کے ذریعہ دنیا میں ظاہر ہو کیونکہ خدا کے پاک نبیؐ نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ صلیبی مذہب نہ گھٹے گا اور نہ اس کی ترقی میں فتور آئے گا جب تک کہ مسیح موعود دنیا میں ظاہر نہ ہو اور وہی ہے جو کسر صلیب اس کے ہاتھ پر ہوگی۔ اس پیشگوئی میں یہی اشارہ تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جن کے ذریعہ سے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائے گی۔ تب انجام ہوگا اور اس عقیدہ کی عمر پوری ہو جائے گی لیکن نہ کسی جنگ اور لڑائی سے بلکہ محض آسمانی اسباب سے جو علمی اور استدلالی رنگ میں دنیا میں ظاہر ہوں گے................ پس ضرور تھا کہ آسمان ان امور اور ان شہادتوں اور ان قطعی اور یقینی ثبوتوں کو ظاہر نہ کرتا جب تک کہ مسیح موعود دنیا میں نہ آتا۔ اور ایسا ہی ہوا''۔

(''مسیح ہندوستان میں''۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 64)

موصیان کرام کی توجہ کے لئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مورخہ 15 جون 2007ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ:۔

''صرف اپنی رہائش کے لئے باامر مجبوری مارگیج پر مکان خریدا جا سکتا ہے لیکن کاروبار کی غرض سے مارگیج پر مکان خریدنے کی اجازت نہیں ہے''۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

کفنِ مسیح کی مختصر کہانی

(خالد سیف اللہ خان: آسٹریلیا)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 30/اپریل 2010ء میں اپنے حالیہ دورہ یورپ کے دوران اٹلی کے شہر ٹورین میں کفن مسیح کے دیکھنے کا ذکر فرمایا جس کی اتفاقاً ان دنوں ایک چرچ میں نمائش کی جا رہی تھی۔ (حضور انور ایدہ اللہ کا یہ خطبہ جمعہ 21 مئی 2010ء الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہو چکا ہے) اس چادر کی زیارت کبھی کبھار کرائی جاتی ہے۔ گزشتہ بار اپریل 1998ء میں ایسا موقعہ آیا تھا۔ اس چادر کی بابت عیسائیوں کا ایک بڑا طبقہ یہ یقین رکھتا ہے کہ اس میں واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ کو لپیٹا گیا تھا۔ چند روز قبل موجودہ پوپ Benedict XVI نے بھی چادر کی زیارت کی جس کی خبر ایجنسی فرانس کے حوالہ سے سڈنی مارننگ ہیرلڈ نے اپنی اشاعت 4 مئی 2010ء کے صفحہ 8 پر دی ہے اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

”ٹورین: پوپ بینڈکٹ نے چادر ٹورین سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے جسے کچھ لوگ وہی کفن یقین کرتے ہیں جس میں یسوع (Jesus Christ) کو لپیٹا گیا تھا۔ گزشتہ دس سالوں میں یہ پہلا موقعہ تھا کہ 83 سالہ پوپ نے اتوار (2/اپریل 2010ء ناقل) کے دن John Baptist Cathedral میں جاری چادر کی نمائش کے دوران اسے دیکھا اور Meditation (مراقبہ) کے وقت اسے Icon (مقدس تصویر) کے نام سے یاد کیا۔ اس کپڑے پر کچھ مدھم نقوش نظر آتے ہیں جن کو بہت سے لوگ یسوع سے متعلق یقین کرتے ہیں۔

پوپ نے اس کی بابت کہا: ”یہ مقدس تصویر (Icon) خون سے لکھی گئی ہے۔ خون جو ایسے آدمی کا تھا جسے کوڑے مارے گئے جسے صلیب پر چڑھایا گیا اور جس کی دائیں پسلی کو زخمی کیا گیا۔ خون کا ہر دھبہ محبت اور زندگی کو ظاہر کرتا ہے“۔

یہ سوتی کپڑا چار میٹر سے زیادہ ہے اور سرخ حاشیہ سے مزین ہے۔ اسے ایک بلٹ پروف شیشہ کے اندر رکھا ہوا ہے اور پچھلی طرف سے روشن کیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ عیسائی دنیا میں سب سے زیادہ محترم اور متنازعہ چیز ہے مگر کیتھولک چرچ نے کبھی بھی اس چادر کے اصلی ہونے کی تصدیق نہیں کی۔ اب بھی پوپ نے بڑے محتاط طریق پر اسے Relic (تبرک) کہنے کی بجائے Icon (مقدس تصویر) ہی کہا ہے۔ پوپ نے بتایا کہ آپ نے پہلی بار اسے دیکھا ہے اور کہ پطرس (Peter) کے جانشین کی حیثیت سے میرے دل میں سارا چرچ بلکہ دراصل ساری انسانیت ہے“۔

(سڈنی مارننگ ہیرلڈ 4 مئی 2010ء صفحہ 8)

بہرحال یہ بھی غنیمت ہے کہ پوپ صاحب نے پہلی بار یہ تو تسلیم کیا ہے کہ یہ کوئی جعلی پینٹنگ نہیں بلکہ ایک جیتے جاگتے آدمی کے خون سے یہ تصویر بنی ہے اور اس آدمی کی جو علامات بیان کی ہیں وہ وہی ہیں جن کا انجیلوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تعلق میں ہی ذکر ہے۔

چادر ٹورین پر ثبت نشانات کی انجیل کے بیانات سے مطابقت

اس چادر پر ان تمام مظالم کی داستان رقم ہے جو یہود نے خدا کے پیارے نبی عیسیٰ علیہ السلام پر روا رکھے۔ آپ کے سر مبارک، پشت، کلائیں، پاؤں وغیرہ کو زخموں سے چھلنی کیا گیا اور ان سے بہنے والے خون نے اس پر نشان ثبت کئے۔ کچھ حوالے انجیل سے درج ذیل ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر انجیل کا بیان درست ہے اور چادر پر نشانات بھی کسی حقیقی انسان کے خون ہی کے ہیں تو بلاشک وشبہ یہ وہی چادر ہے جس میں واقعہ صلیب کے بعد مرہم لگا کر عیسیٰ علیہ السلام کو لپیٹا گیا تھا۔

”اور جو آدمی یسوع کو پکڑے ہوئے تھے اس کو ٹھٹھوں میں اڑاتے تھے اور مارتے تھے اور اس کی آنکھیں بند کر کے اس سے یہ پوچھتے تھے کہ نبوت سے بتا تجھے کس نے مارا“ (لوقا باب آیات 62:22 تا 65)

”جب اس نے یہ کہا کہ پیادوں میں سے ایک شخص نے جو پاس کھڑا تھا یسوع کے طمانچہ مار کر کہا تو سردار کاہن کو ایسا جواب دیتا ہے؟“ (یوحنا باب 22:18)

”اس پر پیلاطس نے یسوع کو لے کر کوڑے لگوائے اور سپاہیوں نے کانٹوں کا تاج اس کے سر پر رکھا اور اسے ارغوانی پوشاک پہنائی اور اس کے پاس آ آ کر کہنے لگے: اے یہودیوں کے بادشاہ آداب اور اس کے طمانچے بھی مارے“ (یوحنا باب 19:1-3)

”پس وہ یسوع کو لے کر گئے اور اپنی صلیب آپ اٹھائے ہوئے اس جگہ تک باہر گیا جو کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے جس کا ترجمہ عبرانی میں گلگتا ہے۔ وہاں انہیں اس کو اور اس کے ساتھ دو اور شخصوں کو مصلوب کیا۔ ایک کو ادھر، ایک کو اُدھر اور یسوع کو بیچ میں“۔ (یوحنا باب 19:17-18)

”لیکن جب انہوں نے یسوع کے پاس آ کر دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو اُس کی ٹانگیں نہ توڑیں مگر اُن میں سے ایک سپاہی نے بھالے سے اُس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اُس سے خون اور پانی بہ نکلا“۔ (یوحنا باب 19:33-34)

”جب شام ہوگئی تو اس لئے کہ تیاری کا دن تھا جو سبت سے ایک دن پہلے ہوتا ہے آرمتیا کا رہنے والا یوسف آیا جو عزت دار مشیر اور خود بھی خدا کی بادشاہت کا منتظر تھا اور اس نے جرأت سے پیلاطس کے پاس جا کر یسوع کی لاش مانگی اور پیلاطس نے تعجب کیا کہ وہ ایسا جلد مر گیا اور صوبے دار کو بلا کر اس سے پوچھا کہ اس کو مرے ہوئے دیر ہوگئی؟ جب صوبیدار سے حال معلوم کر لیا تو لاش یوسف کو دلا دی۔ اس نے ایک مہین چادر مول لی اور لاش کو لے کر اس چادر میں کفنایا اور ایک قبر کے اندر جو چٹان میں کھودی گئی تھی رکھا اور قبر کے منہ پر ایک پتھر لڑھکا دیا اور مریم مگدلینی اور یوسیس کی ماں مریم دیکھ رہی تھیں کہ وہ کہاں رکھا گیا ہے“۔ (مرقس باب 15:42-47)

پس یہ سب علامتیں واضح کرتی ہیں کہ چادر ٹورین ہی وہ چادر ہے جس میں واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ کو لپیٹا گیا۔

چادر ٹورین پر ثبت نشانات

یہ چادر تقریباً چار میٹر لمبی ہے۔ عیسیٰ کے جسم کو مرہم لگا کر نصف چادر کھول کر آپ کو اس پر لٹایا گیا۔ پھر چادر کو سر کے اوپر سے گزار کر پاؤں تک لایا گیا۔ یوں چادر کے نچلے حصہ پر آپ کے سر، پشت اور ٹانگوں پاؤں وغیرہ کے پچھلے حصہ کے نشانات آ گئے اور اوپر والے حصہ میں آپ کے چہرہ، چھاتی، پسلیوں ٹانگوں اور پاؤں وغیرہ کے سامنے والے حصہ کے نقوش ثبت ہو گئے۔ چہرہ کے نشانات اور عکس چادر کے وسط میں آئے۔ چادر کے نقوش کی تفصیل جو رسالہ ٹائم آسٹریلیا کے شمارہ بابت 20/اپریل 1998ء میں David Van Biema کے تحقیقی مضمون میں دی گئی تھی وہ حسب ذیل ہے۔

”چادر کا نچلا حصہ: پاؤں کا نچلا حصہ......... دونوں پاؤں میں کیلوں کے ٹھونکے جانے سے بہنے والا خون۔ 1532ء میں چادر کا کچھ حصہ آگ لگنے سے جل گیا تھا جس پر پیوند لگایا گیا تھا۔ ٹانگوں کا پچھلا حصہ۔ 1532ء سے پہلے کسی نامعلوم واقعہ سے کپڑا جلنے کا نشان۔ خون جو رس کر کپڑے کے ریشوں میں داخل ہو گیا تھا۔ پیٹھ پر کوڑوں سے خون بہنے کے نشان۔ چھاتی کے ایک زخم سے رستا ہوا خون۔ سر کا پچھلا حصہ۔

چادر کا اوپر والا حصہ: چادر کے وسط میں چہرہ کے نقوش۔ چھاتی کے دائیں طرف کے زخم سے بہنے والا خون۔ ٹانگوں کے اوپر کا حصہ۔ کلائیوں (Wrists) میں لگائے گئے کیلوں (Nails) سے بہنے والا خون۔ ہاتھ اور پاؤں کے اوپر کے حصے“۔

(Time Australia Magazine Pty LTD, Gpo Box 3878 Sydney NSW 2001; Science and the shroud" by David Van Biema, 20 April 1998, p 46)

کفن مسیح کی تاریخ

کتاب "The Turin Shroud" کے مصنف John Wilson نے کفن مسیح کی جو تاریخ تحقیق سے معلوم کی ہے اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

1۔ ابتداء میں یہ چادر عیسیٰ کے خاندان کے ایک فرد Jude Thhadden کے پاس تھی جو اسے ترکی کے شہر Edessa لے گیا۔

2۔ 57ء میں چادر غائب ہوگئی اور 544ء میں اس وقت پھر منظر عام پر آئی جب ایرانی فوجوں نے ترکی کے شہر Edessa پر حملہ کیا۔ چار سو سال تک اسی شہر میں رہی۔

3۔ 944ء میں بازنطینی عیسائی فوج نے چادر حاصل کرنے کے لئے Edessa پر حملہ کر دیا اور یوں یہ چادر Constantinople (قسطنطنیہ۔ موجودہ استنبول) میں عیسائی حکمرانوں کی تحویل میں آ گئی۔

4۔ 1204ء میں فرانس کی فوجوں نے قسطنطنیہ پر حملہ کر دیا اور فرانس کے نواب چادر کو چھین کر اپنے پاس فرانس لے گئے۔

5۔ 1354ء میں یہ چادر پھر منظر عام پر آئی۔ اس وقت یہ مشرقی فرانس کے شہر لائری (Lirey) میں تھی۔ اسے وہاں سے لے جا کر Sovoe کے ڈیوک کے محل میں واقع چرچ میں رکھ دیا گیا۔

6۔ 1532ء میں اس چرچ میں آگ بھڑک اٹھی جس سے چادر کے بعض حصے جل گئے۔ وہاں کی راہبات (Nuns) کی ایک جماعت نے جلے ہوئے حصوں کی مرمت کی۔

7۔ 1694ء میں اٹلی کے شہر ٹورین میں ایک چرچ Chaple of Sindone تعمیر کیا گیا اور چادر فرانس سے لا کر اس گرجے میں پوپ کی نگرانی میں رکھ دی گئی۔ تب سے یہ یہیں ہے۔

(بحوالہ ”مسیح کی گمشدہ زندگی“ مؤلفہ پیام شاہجہانپوری صفحہ 44-42۔ ”حقائق بائبل اور مسیحیت“ مولفہ مولوی برہان احمد ظفر درانی صفحہ 56-52)

چادر کی عمر پر تحقیق

1۔ 1988ء میں سائنسدانوں نے اس چادر کے بعض ٹکڑوں پر تحقیق کر کے کاربن ڈاٹینگ کے ذریعہ اس کی عمر معلوم کی اور اعلان کیا کہ یہ کپڑا 1261ء تا 1390ء عیسوی کے عرصہ سے تعلق رکھتا ہے۔

2۔ لیکن 2005ء میں یونیورسٹی آف کیلیفورنیا کے Los Alamos Laboratory کی سائنسدان Raymond Rogers نے یہ دھماکہ خیز انکشاف کیا کہ وہ خود اس ابتدائی تحقیقاتی ٹیم (Shroud of Turin Research Project) کا ایک ممبر تھا۔ انہوں نے پہلی رپورٹ کے حقائق پر دوبارہ غور کیا ہے۔ نیز مزید 32 نمونے چادر کے مختلف حصوں سے لے کر ان پر جو تحقیق کی ہے تو معلوم ہوا کہ یہ ٹکڑے ان ٹکڑوں سے مختلف ہیں جو ہمیں عمر نکالنے کے لئے دیئے گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حرارت کی وجہ سے کپڑے میں جو کیمیائی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں ان کے پیش نظر جو کیمیائی تجزیے اور دوسرے تجربات کئے گئے ہیں ان سے یہ بات بپایۂ ثبوت پہنچ گئی ہے کہ 1988ء میں دیئے گئے چادر کے جن ٹکڑوں پر ریڈیو کاربن ٹیسٹ کئے گئے تھے وہ اصل چادر کا حصہ ہی نہ تھے بلکہ وہ اس کپڑے کا حصہ تھے جو مرمت اور حفاظت کی غرض سے بعد میں چادر کے ساتھ لگایا گیا تھا۔ لہٰذا اُن ٹکڑوں کا استعمال چادر کی عمر معلوم کرنے کے لئے جائز یا قانونی نہ تھا۔ ان کے اصل الفاظ جو اخباروں میں رپورٹ ہوئے درج ذیل ہیں۔

"Chemical Kinetics, Analytical Chemistry and other tests proved that the radio carbon sample was not part of the original cloth and so was invalid in determining the age of the shroud" (The Telegraph London, Reproduced By Sydney Morning Herald 29-30 January,

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اوران کی کتاب ''قبلہ نما'' کا تعارف

اسرار احمد ناصر- ربوہ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنی تصنیف ''البلاغ''، جس کا دوسرا نام فریاد درد ہے میں مناظرات مذہبیہ کے میدان میں قدم رکھنے والوں اور مخالفوں کے رد میں تالیفات کرنے والوں میں جن شرائط کا ہونا ضروری قرار دیا اس میں آٹھویں شرط یہ فرمائی کہ:۔

''تحریری یا تقریری مباحثات کے لئے مباحث یا مؤلف کے پاس ان کثیر التعداد کتابوں کا جمع ہونا ہے جو نہایت معتبر اور مسلم الصحت ہیں جن سے چالاک اور مفتری انسان کا منہ بند کیا جاتا ہے اور اس کے افتراء کی قلعی کھولی جاتی ہے''۔

(البلاغ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 374)

اس ضمن میں آپ نے تقریباً چودہ سو کتب کی ایک طویل فہرست کو پندرہ شعبوں میں تقسیم کرکے اپنی تصنیف البلاغ کے آخر میں درج فرمایا ہے۔ علم کلام کی نوے کے قریب جو کتب آپ نے درج فرمائی ہیں ان میں قبلہ نما، تقریر دلپذیر اور انتصار الاسلام جو کہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تصانیف ہیں بھی شامل ہیں۔ زیر نظر مضمون میں مصنف کا مختصر تعارف اور کتاب قبلہ نما کے مضامین کا خلاصہ پیش ہے۔

نسب نامہ

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا نسبی سلسلہ شاہجہانی عہد کے عالم مولوی محمد ہاشم صاحب پر منتہی ہوتا ہے جو جاگیر پا کر نانوتہ میں آباد ہوئے۔ صدیقی شیوخ اس قصبہ کے عموماً ان ہی مولوی ہاشم کی اولاد میں سے ہیں۔

(سوانح قاسمی جلد اول از سید مناظر احسن گیلانی صفحہ 113)

سوانح قدیم کے مصنف نے مولانا مرحوم کے شجرہ نسب کو درج کرتے ہوئے لکھا ہے۔

''محمد قاسم بن اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش بن علاء الدین بن محمد فتح بن محمد مفتی بن عبدالسمیع بن مولوی محمد ہاشم''۔ (سوانح قاسمی از محمد یعقوب صفحہ 25)

تقریباً چار پشتوں سے مولانا محمد قاسم کے خاندان میں اتفاقاً مسلسل یہ عجیب صورت پیش آتی رہی کہ جائیداد پر تقسیم کا عمل نہ ہو سکا۔ آپؒ کے دادا کا کوئی بھائی نہ تھا بھائی پیدا ہوئے مگر لڑکپن میں مرگئے......خود مولانا محمد قاسمؒ کے چند بھائی پیدا ہوئے مگر بچپن میں ہی سب کا انتقال ہو گیا۔

(سوانح قاسمی جلد اول از سید مناظر احسن گیلانی صفحہ 114,113)

1832ء میں قصبہ ''نانوتہ'' میں آپ کا تولد ہوا ...... یہ قصبہ دیوبند سے 12 کوس مغرب میں سہارنپور سے 15 کوس جنوب میں، گنگوہ سے 9 کوس مشرق میں اور دہلی سے 60 کوس شمال میں واقع ہے۔

(بانی دارالعلوم دیوبند صفحہ 9)

پیدائش کے سال و ماہ کے یاد رکھنے کا دستور نانوتہ کے شیوخ میں مروج تھا۔ اس کا طریق یہ تھا کہ بچے کی تاریخ پیدائش کو مدنظر رکھ کر ایک نام تجویز کیا جاتا تھا۔ حروف ابجد کے حساب سے اس نام کا میزان اس بچے کی تاریخ پیدائش بنتی تھی۔

(سوانح قاسمی جلد اول از سید مناظر احسن گیلانی صفحہ 147)

اسی طریق پر'' آپ کا تاریخی نام خورشید حسین رکھا گیا اور معمولی نام محمد قاسم قرار پایا''۔

(سوانح مولانا محمد قاسم نانوتویؒ از عبدالصمد صارم صفحہ 8)

اپنی بعض تحریروں میں حضرت نے اپنے اس تاریخی نام کا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔ مشہور نام کا کسی وقتی مصلحت کی وجہ سے کبھی اخفاء اگر مقصود ہوتا تو بجائے ''محمد قاسم'' کے فرمادیا کرتے میرا نام ''خورشید حسین'' ہے۔

(سوانح قاسمی جلد اول از سید مناظر احسن گیلانی صفحہ 147)

یہ بچے شروع ہی سے بڑا ذہین اور ہونہار تھا بچپن میں بھی کبھی کوئی برا کھیل نہیں کھیلا۔ نہ لڑائی جھگڑائی اور ضد ہٹ کی نہ مزاج میں بچوں کی طرح چھچھورہ پن تھا۔ اگر کبھی کوئی کھیل کھیلتے تو اس میں بھی اول رہتے کبھی کسی سے ہارتے نہ تھے۔

(سوانح مولانا محمد قاسم نانوتویؒ از عبدالصمد صارم صفحہ 6)

مولوی صاحب لڑکپن سے ذہین، طباع، بلند ہمت، تیز، وسیع حوصلہ، جفاکش، جری و چست و چالاک تھے۔

(سوانح قاسمی از محمد یعقوب صفحہ 26)

راتوں کو بہت بہت دیر سے بے تکلف گھر جاتے اور کچھ خوف نہ کرتے۔ (سوانح قاسمی از محمد یعقوب صفحہ 27)

ابتدائی تعلیم

حسب دستور پانچ سال کی عمر میں مدرسہ میں بٹھا دیئے گئے۔ انہوں نے بہت جلد قرآن شریف ختم کر لیا اور چھوٹی چھوٹی کتابیں پڑھنا شروع کر دیں۔ اردو کی کتابیں پڑھنے کے بعد وہ فارسی پڑھنے لگے اور بہت جلد ترقی کی حتی کہ شعر و شاعری کرنے لگے۔ کھیل کی باتیں اور قصے کہانیاں نظم کرتے۔

آپ کے زمانے میں ایک بزرگ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنے رشتہ داروں میں تھانہ بھون سے نانوتہ تشریف لایا کرتے تھے۔ مولانا کو بچپن ہی سے ان سے عقیدت ہوگئی جب کبھی وہ آتے تو مولانا حاضر خدمت رہتے۔ حاجی صاحب کتابوں کی جلدیں خوب باندھتے تھے۔ مولانا نے یہ فن ان سے سیکھا۔ مولانا کا خط بڑا اچھا تھا۔ وہ ہمیشہ تمام لڑکوں میں اول رہتے۔ لکھنے کا شوق تھا لہٰذا اکثر چھوٹے چھوٹے رسالے نقل کرتے رہتے۔ کبھی اپنی نظمیں خوش خط لکھتے۔

(سوانح مولانا محمد قاسم نانوتوی از عبدالصمد صارم صفحہ 9,8)

بعد ازاں نانوتہ سے مولانا مہتاب علی (برادر بزرگ مولانا ذوالفقار علی، شارح دیوان الحماسہ) کے مکتب میں دیوبند بھیج دیئے گئے، جہاں انہوں نے عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد 19 صفحہ 504)

حصول تعلیم کے لئے دہلی روانگی

حسن اتفاق سے مولانا مملوک علی جو دہلی عربی کالج میں علوم شرقیہ کے مدرس تھے اس زمانے میں اپنے وطن آئے ہوئے تھے۔ وہ دہلی جاتے ہوئے مولانا قاسم کو بھی ساتھ لیتے گئے۔ مولانا محمد قاسم نے آٹھ سال تک مولانا مملوک علی سے کالج کے فارغ اوقات میں ان کے گھر پر تعلیم پائی اور ایک سال دلی کالج میں علم ریاضی کی تحصیل میں گزارا۔ علم حدیث کے لئے وہ شاہ عبدالغنی مجددیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اپنے زمانے کے باکمال محدث تھے اور جن کا سلسلہ سند حدیث شاہ محمد اسحاق کے واسطے سے شاہ ولی اللہ تک منتہی ہوتا ہے۔ (نزھۃ الخواطر عبدالحی صفحہ 383)

اس زمانے میں مفتی صدرالدین آزردہ دہلی کی علمی، ادبی اور مجلسی زندگی کی روح رواں تھے۔ مولانا محمد قاسمؒ نے ان سے بھی کسب فیض کیا...... طالب علمی سے فراغت کے بعد مولانا احمد علی سہارنپوری کے مطبع احمدی، دہلی میں کتابوں کی تصحیح کی خدمت انجام دینے لگے۔ اس زمانے میں مولانا احمد علی بخاری شریف کی تصحیح اور تحشیہ میں مصروف تھے۔ پانچ چھ سپارے آخر کے باقی تھے کہ انہوں نے سارا کام مولانا محمد قاسم کے سپرد کر دیا۔ مولانا نے حاشیہ اس قابلیت سے لکھا کہ دیکھنے والے انہیں خراج تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ مسلمانان ہند کے فخر کے لئے یہ امر کافی ہے کہ صحیح بخاری کو پہلی دفعہ انہوں نے نہایت صحت و صفائی کے ساتھ چھاپ کر شائع کیا۔

(سوانح قاسمی از سید مناظر احسن گیلانی جلد اول صفحہ 510)

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے مولانا کو بچپن ہی سے حاجی صاحب سے عقیدت ہوگئی تھی جب بھی حاجی صاحب آئے تو مولانا حاضر خدمت رہتے تھے۔ چنانچہ تعلیم سے فراغت کے بعد مولانا محمد قاسمؒ نے حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے ہاتھ پر باقاعدہ بیعت کی اور عمر بھر ان کی محبت و عقیدت سے سرشار رہے۔

(سوانح قاسمی از سید مناظر احسن گیلانی جلد اول صفحہ 510)

حفظ قرآن

29 نومبر 1860ء کو جب مولانا محمد قاسم نانوتویؒ پہلی دفعہ حج کرنے کے لئے براستہ پنجاب، سندھ روانہ ہوئے تو راستے میں جہاز پر ہی قرآن مجید حفظ کرنا شروع کر دیا ہر روز جتنا حفظ کرتے تھے، رات کو نماز تراویح میں اتنا ہی سنا دیتے تھے۔

(انوار قاسمی از محمد انوار الحسن صفحہ 216)

اس بارہ میں خود آپ کا اپنا بیان ہے۔ فرماتے ہیں:۔

''فقط دو سال رمضان میں میں نے یاد کیا ہے اور جب یاد کیا پاؤ سپارہ کی قدر یا کچھ اس سے زائد یاد کر لیا اور جب سنایا ایسا صاف سنایا جیسے اچھے پرانے حافظ''۔

(سوانح قاسمی از مولانا محمد یعقوب، بحوالہ بانی دارالعلوم صفحہ 55)

وفات

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو تین مرتبہ حج کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ پہلا حج 1860ء میں کیا۔ دوسرا حج 1869ء میں جبکہ تیسرا حج 1877ء میں کیا۔

(بانی دارالعلوم دیوبند صفحہ 54)

تیسرے حج سے واپس ہوتے ہوئے مولانا محمد قاسمؒ کو بخار، کھانسی اور سانس کی تکلیف شروع ہوگئی تھی مگر اس حالت میں بھی وہ دارالعلوم دیوبند کے فروغ و ترقی اور عیسائیوں اور آریوں سے مناظروں میں برابر حصہ لیتے رہے اور طلباء کو بھی پڑھاتے رہے۔ یونانی طبیبوں نے ہر قسم کا علاج کیا، ڈاکٹروں نے ہر طرح سے تدبیر کی لیکن مرض رفع نہ ہوا۔ آخر آپؒ نے 4 جمادی الاول 1297ھ/15 اپریل 1880ء کو بعد نماز ظہر وفات پائی اور دارالعلوم دیوبند میں دفن ہوئے۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد 19 صفحہ 508)

آپ کی خدمات جلیلہ

دہلی کی تباہی کے بعد بعض اکابر دیوبند کو یہ خیال آیا کہ اب ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ و بقا کی واحد صورت ایک عربی مدرسہ کا قیام ہے...... چنانچہ 30 مئی 1867ء کو دیوبند کی ایک مسجد میں مدرسہ عربیہ دیوبند کا، جو بعد میں دارالعلوم دیوبند کہلایا قیام عمل میں آیا۔ جب جگہ کی تنگی محسوس ہونے لگی تو مولانا محمد قاسم نے تحریک کی کہ اب مدرسہ کے لئے مستقل عمارت ہونی چاہئے۔ چنانچہ مدرسہ کی عمارت کا سنگ بنیاد 1876ء میں رکھا گیا۔ یہ درس گاہ پانچ برس میں بن کر تیار ہوئی۔

مدرسہ کے کاموں کی نگرانی کے علاوہ مولانا محمد قاسمؒ نے نکاح بیوگان اور لڑکیوں کے لئے وراثت میں حصہ دلانے کی تبلیغ بھی جاری رکھی۔ آپؒ نے اپنی بیوہ ہمشیرہ کا نکاح ثانی کرکے مسلمانوں کے سامنے عملی مثال پیش کردی۔ غمی و شادی کی فضول رسموں کی اصلاح کی اور اہل بدعت کے خلاف قلمی ولسانی جہاد جاری رکھا۔ آپؒ نے سرسید احمد خان صاحب کو ان کی حدیث وعقائد میں آزادروی پر فہمائشی اور اصلاحی خطوط لکھے اور ان کے بعض شبہات اور اعتراضات کا جواب دیا۔

(سوانح قاسمی از سید مناظر احسن گیلانی جلد دوم صفحہ 511,510)

قلمی خدمات

مولانا محمد قاسم نانوتوی نے درج ذیل قلمی خدمات سرانجام دیں۔

1۔ حاشیہ صحیح بخاری۔ 2۔ تقریر دلپذیر۔ اسلام کے اصول کلیہ پر جامع تقریر۔ 3۔ تحذیر الناس۔ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا بیان۔ 4۔ آب حیات۔ آنحضرت ﷺ کی حیات برزخی کا بیان 5۔ انتصار الاسلام۔ آریہ سماجیوں کے مقابلے میں اسلامی اصول کا فلسفہ۔ 6۔ تصفیۃ العقائد۔ سرسید احمد خان سے خط و کتابت۔ 7۔ حجۃ الاسلام۔ عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلامی اصولوں کی وضاحت۔ 8۔ قبلہ نما۔ پنڈت دیانند کے اعتراض کا جواب۔ 9۔ تحفہ لحمیہ۔ آریوں کے شبہات کا جواب۔ 10۔ جمال قاسمی۔ مکتوبات۔ 11۔ مباحثہ شاہجہانپور۔ آریوں کے مناظرہ کی روداد۔ 12۔ توثیق الکلام۔ مسئلہ فاتحہ خلف الامام پر بحث۔ 13۔ اجوبہ اربعین۔ تحذیر الناس پر علمائے رام پور کے اعتراضات کا جواب۔ 14۔ ہدایۃ الشیعۃ۔ شیعہ عقائد پر بحث

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

خلفائے احمدیت کی پیاری یادیں

رسالہ ''الھدیٰ'' سویڈن کے شمارہ اگست تا اکتوبر 2008ء میں مکرم ڈاکٹر عبدالرؤوف خان صاحب نے خلفاء سلسلہ کے حوالہ سے اپنی چند خوبصورت یادوں کو بیان کیا ہے۔

میں قادیان میں محترم عبدالواحد خان صاحب کے ہاں پیدا ہوا جو پٹیالہ سے ہجرت کر کے اپنے چچا حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خانصاحبؓ کے پاس قادیان آگئے تھے۔ میرے والد پہلے حضرت مصلح موعودؓ کی تجارتی کمپنی ایسٹرن ٹریڈنگ کمپنی قادیان میں کام کرتے رہے لیکن جب اس کمپنی کا کام نہ چکا تو حضورؓ نے ایک کمپنی ''دلکشاء پرفیومری کمپنی قادیان'' کے نام سے بنائی جو حضورؓ کے تجویز کردہ نسخوں کے مطابق عطر، خوشبو دار تیل اور دیگر اشیاء تیار کرتی تھی اور اپنی مصنوعات ہندوستان کی بڑی بڑی نمائشوں اور میلوں میں سٹال وغیرہ لگا کر فروخت کرتی تھی۔ والد صاحب بیان کرتے تھے کہ ان نمائشوں میں سامان کی تیاری میں خود حضرت مصلح موعودؓ بنفس نفیس شامل ہوتے۔ میرے والد اِس خدمت پر قریباً دس سال مامور رہے۔ اور بیان کرتے تھے کہ اس لمبا عرصہ میں ایک بار بھی حضورؓ نے کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا۔ کام کے دوران حضورؓ خود بھی شامل ہوتے اور حضورؓ کی بے حد بشاش طبیعت کسی قسم کی تھکن کا احساس تک نہیں ہونے دیتی تھی۔

والد صاحب بعض اوقات مجھے خط دے کر حضورؓ کی خدمت میں بھجوا دیا کرتے تھے۔ ایک بار میں خط لے کر گیا تو حضورؓ سردیوں کی دھوپ میں حضرت اُم وسیم صاحبہؓ کے صحن میں تشریف فرما تھے۔ میری عمر سات آٹھ سال تھی۔ حضورؓ نے اسی وقت خط کھول کر پڑھا جس میں والد صاحب نے میرے بارہ میں لکھا تھا کہ حضورؓ مجھ سے تلاوتِ قرآن کریم سنیں۔ حضورؓ نے فرمایا اچھا تو پھر تلاوت قرآن کریم سناؤ۔ میں نے سورۃ بنی اسرائیل کی چند آیات تلاوت کیں تو حضورؓ نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور کچھ نقدی بطور انعام عطا فرمائی۔

حضورؓ تقریر کے دوران تیز گرم چائے نوش فرماتے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی تقاریر کے دوران حضورؓ کیلئے چائے تیار کرنے کی ذمہ داری حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خانصاحبؓ کے سپرد تھی اور آپؓ نے اس کام کیلئے اپنے بیٹے کریم احمد نعیم مرحوم اور میری ڈیوٹی لگا دی تھی۔ یہ سعادتِ عظمیٰ ہمارے حصہ کئی سال رہی۔ اس مقصد کیلئے جلسہ سالانہ کے سٹیج کے کونے میں کوئلوں کی انگیٹھی رکھ دی جاتی تھی۔ حضورؓ مٹی کے تیل کے چولہے پر تیار کی ہوئی چائے پسند نہیں فرماتے تھے۔

مئی 1966ء میں مسجد نصرت جہاں کا سنگِ بنیاد صاحبزادہ حضرت مرزا مبارک احمد صاحب نے رکھا۔ سنگ بنیاد کے لئے قادیان کی مسجد مبارک کی ایک اینٹ دعا کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی زندگی میں ہی بھجوادی تھی جو مشن ہاؤس میں موجود تھی۔ اس اینٹ کو میرے پاس موجود ایک احرام کی چادر میں رکھا گیا جسے میں نے 1963ء اور 1964ء کے حج بیت اللہ کے موقع پر باندھا تھا اور اسے آبِ زمزم سے دھو کر لایا تھا۔ اس کے چار کونے مبلغ انچارج صاحب، عبدالسلام میڈسن صاحب، نور احمد بولستاد صاحب اور زکریا سن آرکیٹیکٹ نے پکڑے۔ چادر میں سے اینٹ اٹھا کر صاحبزادہ صاحب نے اس جگہ پر نصب کر دی جو اس کے لئے مخصوص کی گئی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بمع قافلہ 20 جولائی 1967ء کو بذریعہ ٹرین کوپن ہیگن تشریف لائے اور ایک ہفتہ قیام فرمایا۔ اس دوران حضورؒ کے قافلہ کے کھانے کا انتظام میرے سپرد تھا۔ دوسری بار یہ سعادت 1973ء میں نصیب ہوئی جب حضورؒ جرمنی تشریف لائے تو مَیں فرینکفرٹ میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ تھا۔ حضورؒ کا قیام مسجد نور میں تھا۔ حضورؒ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ بھی دیا گیا جس میں جرمن معززین کے علاوہ پاکستان کے سفیر مقیم کولون بھی شامل ہوئے تھے۔

میں اور برادرم عبدالسلام میڈسن صاحب 1981ء کے جلسہ سالانہ قادیان اور پھر جلسہ ربوہ میں شامل ہوئے۔ ایک موقع پر ہم دفتر وقف جدید میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ سے ملنے گئے تو آپؒ نے مجھے فرمایا کہ کوئی نظم سناؤ۔ میں نے عرض کیا کہ کوئی نظم پوری یاد نہیں۔ تو آپؒ نے اُسی وقت بازار سے درّثمین منگوائی اور ایک نظم نکال کر اُس پر اپنی قلم سے نشان لگائے۔ میں نے وہ نظم سنائی تو آپؒ نے درّثمین مجھے عنایت فرمادی۔ یہ تبرک ابھی تک میرے پاس موجود ہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28 جون 2008ء میں مکرم انور ندیم علوی صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

ازل سے ہم نے قدرت کا یہی دستور دیکھا ہے
خدا ہو جس کا خود ناصر ، وہی منصور دیکھا ہے
خلافت پر صدی پوری ہوئی ، احسان ہے ربّ کا
بچشم خود ہر اک رنج و الم کافور دیکھا ہے
ستاروں میں چلیں باتیں، ہواؤں میں بھی سرگوشی
مہ کامل کے چہرے کو بہت پُر نور دیکھا ہے
نِدائے حق تو پھیلی ہے زمیں کے سب کناروں تک
خلافت جوبلی کا دَور یہ بھر پور دیکھا ہے
ہمارا کام ہے چلنا ، انہیں ہر گام ہے جلنا
ہر اک اپنی جبلّت میں سدا مجبور دیکھا ہے

مکرم انجینئر ابراہیم نصراللہ درانی صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 5 جون 2008ء میں مکرم انجینئر ابراہیم نصراللہ درّانی صاحب کا ذکرخیر مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

مکرم ابراہیم نصراللہ درّانی صاحب کا وطن ڈیرہ غازیخان تھا۔ آپ مکرم شاہین سیف اللہ صاحب (سابق امیر ضلع چکوال) کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کے والد آغا محمد بخش صاحب M.A. (انگلش) محکمہ تعلیم کے ڈائریکٹر تھے۔ انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کے خطبات الفضل میں پڑھے تو اتنے متأثر ہوئے کہ اختلافی مسائل میں جائے بغیر قبول احمدیت کی سعادت حاصل کر لی۔

مکرم نصراللہ صاحب لاہور میں اپنی جماعت کے صدر تھے اور NESPAK میں جنرل مینیجر کے عہدہ پر فائز تھے۔ اکثر محکمانہ تعصب کا شکار رہے۔ ایک دفعہ کمپنی نے نائیجیریا بھیجنا چاہا تو اُن کے خلاف کئی متعصبین کی طرف سے ایک درخواست دی گئی کہ احمدی کو اپنے خرچ پر کمپنی تبلیغ کے لئے باہر کیوں بھیج رہی ہے؟ چنانچہ انہیں روک لیا گیا۔ جب مسجد بشارت سپین کا افتتاح ہوا تو یہ ان دنوں نائیجیریا دورے پر تھے۔ واپسی پر انہوں نے اپنے پروگرام کو اس طرح ترتیب دیا کہ اس مبارک تقریب میں شامل ہو گئے۔ آپ بڑے لائق انجینئر تھے۔ تعصب کے باوجود اس کا سب کو اعتراف تھا۔ کئی بار انہیں کسی پراجیکٹ کا مینیجر بنایا اور پھر انہیں تبدیل کر کے کسی اور کو لگا دیا گیا۔

لاہور میں قیام کے دوران انہوں نے L.L.B. بھی کیا۔ ہومیو ڈاکٹر بھی بن گئے اور ایم ایس سی ٹرانسپورٹیشن انجینئرنگ میں بھی داخلہ لے لیا۔ غرض علمی ترقی کا سلسلہ جاری رکھا۔ دوستوں کو ہومیو پیتھک کی دوائیں مفت دیتے اور خدمت خلق کا سلسلہ بھی جاری رکھتے۔ IAAAE لاہور چیپٹر کی عاملہ کے اہم رکن رہے۔ ربوہ میں ہونے والے ایک سالانہ کنونشن میں انہوں نے Motorway کے تعارف پر مقالہ بھی پڑھا تھا۔ ایک بار وقف زندگی کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا تھا لیکن مرکز نے مناسب سمجھا کہ لگا ہوا روزگار نہ چھوڑیں اور ابھی نوکری کرتے رہیں۔ صلہ رحمی کا بے حد جذبہ تھا۔ ان کے بڑے بھائی نے کہا کہ ہیں تو مجھ سے چھوٹے لیکن میری ہر ضرورت پر بڑا بھائی بلکہ باپ بن کر دکھایا۔

آپ کو خلافت سے گہری محبت تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے خواب دیکھی کہ کسی مہم کے لئے حضورؒ جا رہے ہیں لیکن پھر اپنی جگہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو بھجوا دیتے ہیں۔ چنانچہ سپین کی مسجد کے افتتاح سے یہ خواب پوری ہوئی۔ یہ خواب الفضل میں بھی شائع ہوئی۔

11 مارچ 2008ء کو لاہور میں وفات ہوئی اور تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

خلفاء کی یادوں کی مہک

رسالہ ''الھدیٰ'' سویڈن کے شمارہ اگست تا اکتوبر 2008ء میں مکرم محمود احمد ورک صاحب نے اپنی بعض یادوں کو بیان کیا ہے۔

ہمارے خاندان میں 1935ء میں ہمارے تایا محترم چوہدری مہتاب الدین ورک صاحب انسپکٹر پولیس نے سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی ایک کتاب پڑھ کر بیعت کی۔ 1954ء میں ہمارے والد صاحب کا وصال ہوا تو تایا جان ایک درخت کا سہارا لے کر روتے رہے لیکن جنازہ میں شامل نہ ہوئے۔ پھر میرے بڑے بھائی مقصود احمد ورک صاحب کو محترم تایا جان مرحوم کے پاس بغرض تعلیم بھجوا دیا گیا جہاں انہوں نے احمدیت بھی قبول کر لی۔

مڈل کے بعد میٹرک کے لئے مَیں نوشہرہ ورکاں کے سکول میں داخل ہوا تو وہاں جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک دکان میں لائبریری کا انتظام تھا۔ میں نے وہاں پر جانا شروع کیا اور بیعت کی سعادت پائی۔ میٹرک کے بعد لاہور چلا گیا۔ اور وہاں پر ایک ہوٹل میں کیشیر کی ملازمت کے ساتھ شام کو پولی ٹیکنیک میں ڈیڑھ سالہ کورس مکمل کیا۔ پھر اپنے بھائی مقصود احمد ورک صاحب کے پاس سرگودھا چلا گیا جنہوں نے ایک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے میرے بارہ میں عرض کیا کہ میں اپنے چھوٹے بھائی کو بیرون ملک بھجوانا چاہتا ہوں۔ حضورؒ نے ازراہِ شفقت فرمایا کہ میری طرف سے میاں طاہر احمد صاحبؒ کو جا کر مل لیں۔ اس طرح حضرت میاں صاحبؒ سے ملاقات ہوئی۔ آپؒ نے مختلف لوگوں سے رابطہ کر کے میرے باہر آنے کا انتظام کیا بلکہ رقم نہ ہونے کی وجہ سے قرضہ حسنہ سے بھی نوازا۔ پہلے ہم ڈنمارک پہنچے جہاں محترم میر مسعود احمد صاحب مرحوم نے ہمیں باپ کی طرح شفقت دی۔ 1979ء میں یوتھے بوری منتقل ہوگیا۔ بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دوروں پر خاص خدمت کی توفیق بھی عطا ہوتی رہی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 29 مئی 2008ء میں مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

خلافت کی اطاعت میں سرِتسلیم خم رکھنا
وفا کے پاسباں رہنا ، محبت کا علَم رکھنا
بہارِ جانفزا مطلوب ہے فصلِ خلافت کی
تو پھر نخلِ محبت کو سدا اشکوں سے نم رکھنا
تمہارے غم لئے دل میں وہ ہر لمحہ دعا میں ہے
سنو! تم اپنے سینے میں سنبھالے اس کے غم رکھنا
کیا ہے جشن صدسالہ نے منزل کا نشاں روشن
تم عالی حوصلے رکھنا ، عزائم تازہ دم رکھنا
علامت ہے خدا والوں کی، جہدِ زندگانی میں
رہِ دلبر میں غیروں کا اٹھائے ہر ستم رکھنا
دلوں کی بات ہے سود وزیاں کی سوچ سے بالا
نہیں چلتا محبت میں حسابِ بیش و کم رکھنا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

4th June 2010 – 10th June 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 4th June 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:40 Tilawat
00:50 Insight & Science and Medicine Review
01:25 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 25th November 1997.
02:25 Historic Facts
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:45 Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15 September 1994.
05:00 Jalsa Salana UK 2005: Opening address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 29th July 2005.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine News Review
07:05 Children's class with Huzoor, recorded on 13th September 2003.
08:10 Siraiki Service
09:05 Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to allegations made against the Jama'at.
10:10 Indonesian Service
11:10 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Live Friday sermon
13:10 Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine Review
14:15 Bengali Service
15:25 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15 Friday Sermon [R]
17:25 Ansar Ijtema UK 2004: concluding address delivered by Huzoor on 26th September 2004.
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Insight & Science and Medicine Review
21:10 Friday Sermon [R]
22:20 Food for Thoughts: Conflict Resolution
22:50 Reply to Allegations [R]

Saturday 5th June 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:35 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 25th November 1997.
02:40 MTA World News & Khabarnama
03:15 Friday Sermon: rec. on 28th May 2010.
04:25 Rah-e-Huda: interactive talk show answering questions about the Ahmadiyya Muslim Community, rec. on 29th May 2010.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
06:55 Jalsa Salana UK 2005: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 30th July 2005.
07:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests.
08:50 Friday Sermon [R]
10:00 Indonesian Service
10:55 French Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Qur'an
12:55 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
13:55 Bangla Shomprochar
14:55 Children's class with Huzoor, recorded on 25th October 2003.
16:00 Khabarnama
16:15 Live Rah-e-Huda: interactive talk show.
17:45 Yassarnal Qur'an [R]
18:10 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 International Jama'at News
21:00 Children's Class [R]
22:15 Rah-e-Huda [R]
23:45 Friday Sermon [R]

Sunday 6th June 2010

00:55 MTA World News & Khabarnama
01:30 Yassarnal Qur'an
01:45 Tilawat
02:00 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 26th November 1997.
03:00 Khabarnama
03:20 Friday Sermon: rec. on 4th June 2010.
04:30 Faith Matters
05:30 Land of the Long White Cloud: part 7.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:20 Children's class with Huzoor, recorded on 29th November 2003.
07:25 Faith Matters
08:25 Food for Thought
08:55 Jalsa Salana UK 2005: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
10:05 Indonesian Service
11:05 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon. Recorded on 20th April 2007.
12:00 Tilawat
12:10 Dars-e-Hadith
12:25 Yassarnal Qur'an
12:45 Bengali Service
13:45 Friday Sermon [R]
14:55 Children's class [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:30 Faith Matters [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Food for Thought [R]
21:05 Children's Class [R]
22:10 Friday Sermon [R]
23:15 Roshni Ka Safar

Monday 7th June 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:50 Yassarnal Qur'an
01:15 International Jama'at News
01:50 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 27th November 1997.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:35 Friday Sermon: rec. on 4th June 2010.
04:35 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 17th November 1996.
05:22 Roshni Ka Safar: Various interviews with new converts about their journey to Islam.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 30th November 2003.
08:10 Seerat-un-Nabi (saw)
08:50 Le Francais C'est Facile
09:15 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10th May 1999.
10:10 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered on 2nd April 2010 in Spain.
11:15 Jalsa Salana Speeches
12:00 Tilawat & International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Friday Sermon: rec. on 29th May 2009.
15:15 Jalsa Salana Speeches [R]
16:00 Khabarnama
16:20 Rah-e-Huda: interactive Urdu talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community.
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:35 Liqa Ma'al Arab: rec. 3rd December 1997.
20:40 International Jama'at News
21:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class [R]
22:15 Rah-e-Huda [R]

Tuesday 8th June 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine Review
01:30 Liqa Ma'al Arab: rec. 3rd December 1997.
02:35 Le Francais C'est Facile: lesson no. 89.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:35 Seerat-un-Nabi (saw)
04:20 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10th May 1999.
05:15 Jalsa Salana Germany 2005: address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 27th August 2005 from the ladies Jalsa Gah.
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat, Insight & Science and Medicine Review
07:05 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor recorded on 1st October 2003.
08:05 Question and Answer Session: rec. on 24th November 1996. Part 1.
09:15 The Prince's School of Traditional Arts
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 17th July 2009.
12:05 Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
12:45 Yassarnal Qur'an
13:05 Bangla Shomprochar
14:15 Lajna Imaillah Ijtema UK: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 10th October 2004.
15:00 Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15 Question and Answer Session [R]
17:25 Yassarnal Qur'an [R]
17:40 Historic Facts
18:10 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 4th June 2010.
20:35 Insight & Science and Medicine Review
21:10 Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
22:15 Lajna Imaillah UK Ijtema [R]
22:50 Intikhab-e-Sukhan

Wednesday 9th June 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00 Yassarnal Qur'an
01:30 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th December 1997.
02:30 Learning Arabic: lesson no. 8.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:35 The Prince's School of Traditional Arts
04:05 Question and Answer Session: rec. on 24th November 1996. Part 1.
05:20 Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 10th October 2004.
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Land of the Long White Cloud: part 7.
07:00 Children's class with Huzoor recorded on 13th December 2003.
08:00 MTA Variety: inauguration of Bait-u-Zikr.
08:55 Question and Answer Session
09:45 Indonesian Service
10:45 Swahili Service
11:35 Tilawat
11:45 Yassarnal Qur'an
12:05 From the Archives: Friday sermon delivered on 1st February 1985 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
13:15 Bangla Shomprochar
14:15 Jalsa Salana Germany2005: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 28th August 2005.
15:25 Khabarnama
15:40 Children's Class [R]
16:40 Question and Answer Session [R]
17:30 MTA World News
17:50 Arabic Service
18:50 Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th December 1997.
19:50 MTA Variety [R]
20:45 Children's Class [R]
21:40 Jalsa Salana Germany 2005 [R]
22:55 From the Archives [R]

Thursday 10th June 2010

00:05 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:45 Yassarnal Qur'an
01:05 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 10th December 1997.
02:05 MTA World News
02:20 MTA Variety: inauguration of Bait-u-Zikr.
03:10 From the Archives: rec. on1st February 1985.
04:20 Land of the Long White Cloud: Part 7.
04:45 Jalsa Salana Germany 2005: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 28th August 2005.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 MTA Variety
07:00 Children's Class
08:05 Faith Matters
09:10 English Mulaqat: English question and answer seaaion with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), rec. on 14th July 1996.
10:20 Indonesian Service
11:20 Pushto Service
12:10 Tilawat
12:25 Yassarnal Qur'an
13:00 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 4th June 2010.
14:00 Jalsa Salana Scandinavia 2005: opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 17th September 2005.
14:50 Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, rec. on 15th September 1994.
16:00 Khabarnama
16:25 Yassarnal Qur'an [R]
16:50 English Mulaqat [R]
18:00 MTA World News
18:30 Live Arabic Service
20:30 Faith Matters [R]
21:40 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:55 Children's Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 17 | Friday 28 May, 2010 | Issue No. 22

آئیوری کوسٹ کے ریجن بسّم کی جماعت کوفکرو(Kofikro) میں نوتعمیر شدہ مسجد کی افتتاحی تقریب

رپورٹ: عبدالقیوم پاشا، امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ

آئیوری کوسٹ کے ریجن بسم (Bassam) کی ایک جماعت کوفکرو (Kofikro) میں 26 مارچ 2010ء بروز جمعہ نئی تعمیر شدہ احمدیہ مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔ اس نئی احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد 12 جون 2009ء کو رکھا گیا تھا اور جنوری 2010ء کے مہینہ میں اس احمدیہ مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی اور 26 مارچ 2010ء کو اس کی افتتاحی تقریب عمل میں آئی۔

تقریب کا آغاز صبح 9:30 بجے تلاوت و نظم کے ساتھ ہوا۔ اس کے بعد خاکسار نے جماعت احمدیہ کا تعارف اور مساجد کی تعمیر کی غرض و غایت بیان کی۔

افتتاحی تقریب میں ریجن بسم (Bassam) کے علاوہ سنٹرل مشن آبی جان سے بھی ایک 40 چالیس رکنی وفد شامل ہوا۔ جس میں نیشنل عاملہ کے کچھ ممبر اور نیشنل صدر انصار اللہ، نیشنل صدر خدام الاحمدیہ اور نیشنل صدر لجنہ نے بھی شرکت کی۔

اس تقریب کی ایک خاص بات یہ تھی کہ گاؤں کے وہ مسلمان اور ہمسائے چرچ کے پادری جو اس مسجد کی تعمیر کے خلاف تھے وہ نہ صرف خود اس افتتاحی تقریب میں شامل ہوئے بلکہ چرچ کے نمائندہ نے تو سٹیج پر آ کر اپنے نیک خیالات کا اظہار کیا کہ ہم پہلے اس مسجد کی تعمیر کی مخالفت کرتے تھے کہ چرچ کے پہلو میں مسجد ہم کو ڈسٹرب کرے گی۔ مگر آپ احمدیوں کا نمونہ مثالی ہے اور دوسرے مسلمانوں سے مختلف ہے۔ ہم اس بات پر خوش ہیں کہ ہمیں اچھے ہمسائے مل گئے ہیں۔

آخر پر علاقے کی گورنر حکومتی نمائندہ مادام Yeoperi نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں جماعت احمدیہ کو گزشتہ دو سال سے جانتی ہوں یہ لوگ خاموش انسانی خدمت کرنے والے ہیں اور پرامن مسلمان ہیں اور میرا ہر ممکن تعاون ان کے ساتھ ہے۔ آپ گاؤں والے بھی ان کے ساتھ ہر ممکن تعاون کریں۔ اس مسجد کا مسقّف حصہ 180.5 مربع میٹر ہے۔ اس میں 370 نمازیوں کی گنجائش موجود ہے۔ اس کے محراب پر ایک 8 میٹر بلند خوبصورت مینارہ بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ اس تقریب کے اختتام پر حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔ اس تقریب میں کل 1037 مرد و زن اور بچے شامل ہوئے تھے۔ خدا تعالیٰ اس مسجد میں نماز پڑھنے والوں کو اپنی عظیم برکات و فضائل سے نوازے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁❁❁

بنین میں اگوبائی (Agobai) کے مقام پر مسجد کے افتتاح کی بابرکت تقریب

رپورٹ: عبدالقدوس گجر۔ مبلغ سلسلہ بنین

اگوبائی کی جماعت کیتوا Ketou شہر سے 7 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ بوہینکو (Bohinco) ریجن کا حصہ ہے۔ یہاں کی لوکل جماعت کے اصرار پر جب جماعت نے اس جگہ مسجد بنانے کا فیصلہ کیا تو اس مسجد کی تعمیر میں چھت میں استعمال ہونے والی تمام لکڑی، پانی اور بھرتی لوکل جماعت نے اپنی طرف سے فراہم کرنے کو کہا۔ پھر کچھ ہی عرصہ میں الحمدللہ اس مسجد کی تعمیر ہوئی جس کا افتتاح 19/مارچ 2010ء جمعہ کے روز بخیر و عافیت تکمیل پایا جس میں کیتو، ایلکی مو، ایڈوگو، گاؤں اور بوہینکو شہر سے نمائندگی میں وفد آئے۔

افتتاح چونکہ جمعۃ المبارک کے روز تھا اس لئے افتتاح نماز جمعہ کی ادائیگی سے کیا گیا۔ محترم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بنین نے جمعہ کی اذان کے بعد خطبہ جمعہ پڑھایا جس میں انہوں نے بیان کیا کہ انسان کی پیدائش کا مقصد ہی خدا کی عبادت کرنا ہے۔ اور آخرت میں بھی اسی کے متعلق پہلا سوال کیا جائے گا۔ آپ نے قرآن و حدیث کے حوالہ سے مسجد کی تعمیر اور نماز باجماعت کی اہمیت کو بیان کیا اور احباب کو عبادت کے قیام کی طرف توجہ دلائی۔

جمعہ کی نماز کے معاً بعد افتتاحی تقریب کے پروگرام کا آغاز کیا گیا۔ جس میں قرآن پاک کی تلاوت و ترجمہ کے بعد لوکل خادم نے قصیدہ حضرت مسیح موعودؑ یا عین فیض اللہ کے چند اشعار پڑھے۔ بعد ازاں محترم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بنین نے اپنی تقریر میں مساجد کے قیام کی اغراض و مقاصد بیان کیں نیز انہوں نے کہا کہ جماعتی مساجد کا مقصد قرون اولیٰ کی مساجد کی طرح خدائے واحد کی عبادت کے ساتھ ساتھ امن و سلامتی کے پیغام کو عام کرنا ہے اور اسی مقصد کے حصول کے لئے یہ مسجد تعمیر کی گئی ہے۔

اس پروگرام میں گاؤں کے چیف نے بھی شرکت کی اور لوگوں کو امیر صاحب کی تقریر میں بیان کی گئی باتوں پر عمل کرنے کی تاکید کی۔ اس کے علاوہ ایک اور دوست ابراہیم فیردنا صاحب جو کہ کارڈینل کے بھائی ہیں نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے یہاں آنے کی دعوت دی گئی ہے۔ میں خوش ہوں اور حیران بھی ہوں کہ میں نے ایسی باپردہ عورتیں کبھی نہیں دیکھیں جیسی اس جماعت کی عورتیں ہیں۔ میں پہلے عیسائیوں کے کیتھولک فرقہ سے تعلق رکھتا تھا اور اپنی کانتی فیملی کا سیکرٹری بھی ہوں

باقی صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی......از صفحہ 13

وجہ تالیف رسالہ ”قبلہ نما“

جولائی 1878ء میں پنڈت دیانند صاحب نے رُڑکی میں آکر سر بازار مجمع عام میں مذہب اسلام پر اعتراض کئے۔ بعض احباب کے طلب کرنے پر مولانا محمد قاسم نانوتویؒ صاحب بھی وہاں پہنچے اور آرزوئے مناظرہ میں سولہ سترہ دن وہاں ٹھہرے رہے تاکہ پنڈت جی سے اعتراض سنیں اور بالمشافہ بغایت خداوندی اسی وقت ان کے جواب پیش کریں۔

پنڈت جی اعتراض پیش کرتے رہے لیکن جب مناظرہ میں قلعی کھلنے کا وقت آیا تو جان چھڑا کر بھاگے۔ سترہ دن بعد جب مولانا محمد قاسم نانوتویؒ واپس نانوتہ پہنچے تو اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پنڈت صاحب کے اعتراضات کے جوابات تحریر فرمائے تاکہ لوگ ان کو پڑھ کر پنڈت صاحب کی دروغگوئی سے خوب آگاہ ہو سکیں۔ کل گیارہ اعتراضات تھے جن کے جوابات پر مولانا نانوتویؒ نے توجہ فرمائی۔ دس اعتراضات کے جوابات رسالہ انتصار الاسلام میں تحریر فرمائے اور ایک اعتراض یعنی استقبال قبلہ کے جواب میں یہ ایک مستقل رسالہ ”قبلہ نما“ تحریر فرمایا۔

پنڈت صاحب کا اعتراض

مسلمان ہندوؤں کو بت پرست کہتے ہیں اور آپ خود ایک مکان کو سجدہ کرتے ہیں جس میں بہت سے پتھر ہیں۔ جو جواب مسلمان دیتے ہیں وہی بعینہٖ بت پرست کہہ سکتے ہیں۔ اس لئے مسلمان بھی بت پرستوں سے کم نہیں۔

(”قبلہ“ نما مولانا محمد قاسم نانوتوی صفحہ 30)

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے مندرجہ بالا اعتراض کے جو جوابات پیش فرمائے ہیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

جواب اول:۔ استقبال کعبہ اور بت پرستی میں فرق

اول تو لفظ ”استقبال کعبہ“ اور لفظ ”بت پرستی“ ہی اس پر شاہد ہیں کہ بت پرستی کو توجہ الی الکعبہ کے ساتھ کچھ نسبت نہیں۔ لفظ اول یعنی استقبال کعبہ کا مفہوم فقط اتنا ہے کہ کعبہ کی طرف منہ ہو اور بت پرستی کا حاصل یہ ہے کہ بت معبود ہوں۔ ہاں اگر مسلمان بھی دعویٰ کعبہ پرستی کرتے تو پھر پنڈت جی کا اعتراض بجا تھا۔ مگر اہل اسلام میں سے جس سے چاہو پوچھ دیکھو کوئی مفہوم کعبہ پرستی سے واقف ہی نہیں۔

جواب دوم:۔ اہل اسلام کے نزدیک کعبہ کی طرف منہ ہونا چاہئے نیت استقبال کعبہ کی بھی ضرورت نہیں، چہ جائیکہ ارادۂ عبادت۔ البتہ خدا کی عبادت کی نیت اور اس کا ارادہ ہونا ضرور ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر وہ نماز اہل اسلام کے نزدیک معتبر نہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہل اسلام خدا کی عبادت کرتے ہیں کعبہ کی عبادت نہیں کرتے اور بت پرستی کے لئے ارادہ اور نیت عبادت اور پرستش بت شرط ہے۔ اگر میری اس گزارش میں شک ہو تو پجاریوں سے پوچھ دیکھیں ہزارہا بت پرست موجود ہیں۔ مگر اہل عقل کو نہ پوچھنے کی ضرورت ہے نہ کسی کو بتلانے کی حاجت۔

تیسرا جواب:۔ نماز کے شروع سے آخر تک کوئی لفظ مشعر تعظیم کعبہ نہیں آتا۔ ہر لفظ اور ہر فعل خدا کی تعظیم پر دلالت کرتا ہے۔

چوتھا جواب:۔ اہل اسلام کے نزدیک وقت نماز دیوار ہائے کعبہ کا مقابل ہونا شرط نہیں۔ اگر بالفرض وہ دیواریں منہدم ہو جائیں تب بھی نماز اسی طرف کو ادا کریں گے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے زمانے میں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نواسے تھے یہ اتفاق ہوا کہ انہوں نے بغرض تکمیل بناء کعبہ بناء اول کو یہاں تک منہدم کر دیا کہ نیو تک نکلوا ڈالی اور پھر اس کے بعد نئے سرے سے حسب دلخواہ تعمیر کرایا۔ اس اثناء میں نماز بدستور قدیم جاری رہی۔ اگر دیوار کعبہ مسجود و معبود اور مقصود ہوتی تو اس زمانے میں نماز موقوف رہتی بہت ہوتا تو یہ ہوتا کہ بعد تعمیر ایام گزشتہ کی عبادت قضاء کی جاتی۔ اور بت پرستی میں ظاہر ہے کہ مقصود اور معبود اور مسجود بت ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کسی شوالے یا مندر میں سے بتوں کو اٹھا کر کہیں اور رکھ دیں تو پھر سارے فرض وہیں ادا ہوتے ہیں مکان اول کو کوئی نہیں پوچھتا۔

پانچواں جواب:۔ خانہ کعبہ کو اہل اسلام بیت اللہ کہتے ہیں۔ اللہ یا خدا نہیں کہتے۔

چھٹا جواب:۔ مقصود اصلی صاحب خانہ ہوتا ہے۔ خانہ نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کسی مکان کی طرف جاتا ہے تو مکین مقصود ہوتا ہے۔ اس طرف کو آداب و نیاز بجالاتا ہے تو اس آداب و نیاز کو ہر شخص صاحب خانہ کے لئے سمجھتا ہے۔ غرض جیسے کسی تخت نشین کو اگر اس تخت کی طرف جھک کر سلام کرتے ہیں تو وہ سلام صاحب تخت کو ہوتا ہے خود تخت کو نہیں ہوتا اور یہ بات اتنی ظاہر ہے کہ کسی دیوانے کو بھی تردد نہیں ہوتا۔

حاصل کلام:۔ غرض اہل اسلام کے اصول مسلمات کے اعتبار سے بھی خانہ کعبہ مستحق عبادت نہیں اور اکثر ہنود کے خیالات کے موافق بت مستحق عبادت ہیں۔ کیونکہ وہ بزعم خود ان کو مہادیو وغیرہ سمجھتے ہیں اس لئے کعبہ کو معبود و مسجود کہنا غلط ہوگا، بلکہ سمت سجدہ اور جہت سجدہ و عبادت کہنا پڑے گا۔

(”قبلہ نما“ از قاسم نانوتویؒ صفحہ 1 تا 50)

❁❁❁❁